١٣٢٤هـ

الحق المجتلى

في حكم المبتلى

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي

١٢٧٢ - ١٣٤٠هـ

RIDAWI
رضا
PRESS

رسالہ نمبر	۱۵۱	فتاوی رضویہ کی جلد جس میں یہ رسالہ موجود ہے	۲٤

ضروري نوٹ

فتاوی رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبد الستار سعیدی حفظہ اللہ تعالی کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 ضخیم جلدوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیحضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاوی کا مصورۃ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاوشوں سے انٹرنیٹ پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور رضوی پریس نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالی ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاوی رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاؤں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مساعی جمیلہ کے سبب فتاوی مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزاھم اللہ احسن الجزاء

RIDAWI
رضا
PRESS

الحق المجتلی فی حکم المبتلی

۱۳۲۴ھ

(بیماری کے شکار شخص کے حکم سے متعلق واضح و روشن حق)

www.alahazratnetwork.org

مسئلہ ۸۴: از گونڈا ملک اودھ مرسلہ مسلمانان گونڈا عموماً و حافظ عبدالعزیز صاحب مدرس مدرسہ انجمن اسلامیہ گونڈا ذوالحجہ ۱۳۲۴ھ

زید کا خون جوش کھا رہا ہے بلکہ ایک دو اعضاء جسم کے بگڑ گئے اور احتمال ہوتا ہے کہ آئندہ بھی بگڑ جائیں گے، ایسے شخص کی نسبت اطبا حکم دیتے ہیں کہ اس کے ساتھ کھانا پینا اور نشست و برخاست بھی قطعی منع ہے بلکہ اطباء شرع شریف کا بھی ایسا ہی حوالہ دیتے ہیں، دریافت طلب یہ امر ہے کہ شرع شریف کا کیا حکم ہے اور ایسے شخص سے اجتناب لازم ہے یا کیا؟ مدلل و مفصل زیب قلم ہو۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علی دینہ الاسلام والصلوٰۃ والسلام علی افضل ھادٍ الی سبیل السلام وعلی آلہ وصحبہ الی یوم القیام بہ نسأل السلام والسلامۃ عن

دین اسلام (کی عطاء و بخشش) پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور درود و سلام بھیجتے ہیں اس ہستی پر جو سب سے بہتر اور راہِ سلامتی دکھانے والی ہے اور درود و سلام ہو قیامت تک ان کی آل اور انکے

سیئ الاسقام۔

صحابہ پر، اور ہم بری بیماریوں سے سلامتی اور حفاظت کے لئے اسی سے درخواست کرتے ہیں۔ (ت)

احادیث اس باب میں بظاہر مختلف آئیں، ہم اولاً انھیں ذکر کریں پھر ان کے شرعی معنی کی طرف متوجہ ہوں کہ بتوفیقہ تعالٰی اس مسئلہ میں حق تحقیق ادا ہو۔

حدیث اول: رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتقوا المجذوم کما یتقی الاسد۔ رواہ البخاری فی التاریخ[1] عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جذامی سے بچو جیسا شیر سے بچتے ہیں (امام بخاری نے تاریخ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

روایت ابن جریر کے لفظ یہ ہیں:

فرمن المجذوم کفرارك من الاسد[2]۔ رمز الامام الجلیل السیوطی حسنہ علی ما فی التیسیر[3] وصححہ علی ما فی فیض القدیر[4] وذکرہ باللفظ الاول فی الجامع الصغیر وباللفظ الاخیر فی الکبیر **اقول** وفی کلیھما ظاھرا ابوھریرۃ فالحدیث عنہ فی صحیح البخاری بلفظ فرمن الجذوم کما تفرمن الاسد[5] وسیأتی والجواب ان العزو یتبع اللفظ لاسیما وھو فی البخاری

جذامی سے بھاگ جیسا شیر سے بھاگتا ہے۔ جلیل القدر امام سیوطی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے جیسا کہ تیسیر میں اس کی تحسین فرمائی اور فیض القدیر میں اس کی صحت بیان فرمائی۔ پہلے لفظ سے جامع صغیر میں اس کا ذکر کیا جبکہ آخری لفظ سے جامع کبیر میں اسے ذکر کیا **اقول** (میں کہتا ہوں) بظاہر دونوں میں ابوہریرہ ہے، صحیح بخاری میں اس کی حدیث (روایت) فرمن المجذوم کما تفرمن الاسد کے الفاظ سے ہے (یعنی جذامی سے اس طرح بھاگو

---

[1] الجامع الصغیر بحوالہ تاریخ بخاری عن ابی ہریرہ حدیث ۱۴۱ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۵
التاریخ الکبیر حدیث ۴۶۰ دارالباز مکۃ المکرمۃ ۱/۱۵۵

[2] الجامع الکبیر للسیوطی بحوالہ ابن جریر حدیث ۱۴۷۵۶ دارالفکر بیروت ۶/۲۶۵

[3] التیسیر شرح الجامع الصغیر حرف الھمزہ تحت حدیث المذکور مکتبۃ الامام الشافعی الریاض ۱/۳۰

[4] فیض القدیر " " " تحت حدیث ۱۴۱ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۱۳۸

[5] صحیح البخاری کتاب الطب باب الجذام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۸۵۰

www.alahazratnetwork.org

مع زیادات معنی۔ جس طرح تم شیر سے بھاگتے ہو) عنقریب آئیگی اور جواب یہ ہے کہ نسبت کرنا لفظ کے تابع ہوتا ہے خصوصاً جبکہ وہ بخاری میں معنوی اضافہ کے ساتھ مروی ہے۔(ت)

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتقوا صاحب الجذام کما یتقی السبع اذا ھبط وادیا فاھبطوا غیرہ۔ رواہ ابن سعد فی الطبقات[1] عن عبد اللہ بن جعفر الطیار رضی اللہ تعالٰی عنھما بسند ضعیف۔

جذامی سے بچو جیسا درندے سے بچتے ہیں، وہ ایک نالے میں اُترے تو تم دوسرے میں اترو۔ (ابن سعد نے "طبقات" میں حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالٰی عنہما سے سند ضعیف کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔ت)

تیسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کلم المجذوم وبینک وبینہ قدر رمح او رمحین۔ رواہ ابن السنی وابونعیم[2] فی الطب عن عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند واہ **قلت** لکن لہ شاھد یاتی۔

مجذوم سے اس طور پر بات کر کہ تجھ میں اُس میں ایک دو نیزے کا فاصلہ ہو (ابن سنی اور ابونعیم نے باب طب میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے کمزور سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے لئے شاہد (تائید کنندہ) آگے آئیگا۔ت)

چوتھی حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتدیموا النظر الی المجذومین۔ رواہ ابن ماجۃ[3] وابن جریر **قلت** وسندہ حسن صالح۔

مجذوموں کی طرف نگاہ جما کر نہ دیکھو (ابن ماجہ اور ابن جریر نے اسے روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی سند صالح ہے۔ت)

---

[1] الطبقات الکبری ترجمہ معیقیب بن ابی فاطمہ دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۷
کنز العمال بحوالہ ابن سعد عن عبداللہ بن جعفر حدیث ۲۸۳۳۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۵۴

[2] کنز العمال بحوالہ ابن السنی وابونعیم فی الطب حدیث ۲۸۳۲۹ " " " ۱۰/ ۵۴

[3] سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب الجذام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۱

دوسری روایت میں ہے:

لاتحدوا النظر الی المجذومین۔ رواہ ابوداؤد الطیالسی والبیہقی[1] فی السنن بسند حسن ایضا کلھم عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

جذامیوں کی طرف پوری نگاہ نہ کرو (ابوداؤد طیالسی اور بیہقی نے السنن میں سند حسن کے ساتھ اسے روایت کیا ہے اور ان سب نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالہ سے اسے روایت کیا ہے۔ ت)

پانچویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتدیموا النظر الی المجذومین اذا کلمتموھم فلیکن بینکم وبینھم قدر رمح۔ رواہ احمد وابویعلٰی[2] والطبرانی فی الکبیر وابن جریر عن فاطمۃ الصغرٰی عن ابیھا السید الشھید الریحانۃ الاصغر وابن عساکر عنھا عنہ وعن ابن عباس معا رضی اللہ تعالٰی عنھم جمیعا۔

جذامیوں کی طرف نظر نہ جماؤ ان سے بات کرو تو تم میں ان میں ایک ایک نیزے کا فاصلہ ہو۔ (امام احمد، ابویعلٰی اور طبرانی نے "الکبیر" میں اور ابن جریر نے سیدہ فاطمہ صغرٰی سے، انھوں نے اپنے والد بزرگوار سید شہید ریحانہ اصغر سے اسے روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے ان سے انھوں نے اپنے والد اور ابن عباس سے بھی اسے روایت کیا ہے، اللہ تعالٰی ان سب سے راضی ہو۔ ت)

www.alahazratnetwork.org

چھٹی حدیث میں ہے جب وفد ثقیف حاضر بارگاہِ اقدس ہوئے اور دست انور پر بیعتیں کیں اُن میں ایک صاحب کو یہ عارضہ تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے فرما بھیجا:

ارجع فقد بایعناک۔ رواہ ابن ماجۃ[3]

واپس جاؤ تمھاری بیعت ہوگئی یعنی زبانی کافی ہے

---

[1] السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب النکاح باب لایورد ممرض علی مصح الخ دار المعرفۃ بیروت ۷/ ۲۱۸
مسند ابی داؤد الطیالسی حدیث ۲۶۰۱ " " " ص ۳۳۹

[2] مسند امام احمد بن حنبل عن علی کرم اللہ وجہہ دار الفکر بیروت ۱/ ۷۸
المعجم الکبیر حدیث ۲۸۹۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳/ ۳۲-۱۲۱
کنز العمال بحوالہ حم ع طب وابن جریر عن فاطمۃ الخ حدیث ۲۸۳۳۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۵۶-۵۵

[3] سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب الجذام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۱

قلت بسند حسن عن رجل من آل الشرید یقال لہ عمرو عن ابیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ورواہ ابن جریر فسمی اباہ الشرید وھو الشرید بن سوید الثقفی ذکر الامام الجلیل السیوطی بالتخریج الاول فی اول الجامع الکبیر وبالاخر فی مسانید جمع الجوامع **اقول** بل الحدیث فی صحیح مسلم بلفظ اناقد بایعناك فارجع[1] کما ھو لفظ ابن جریر سواء بسواء وقد جربت مثلہ کثیرا علی ھذا الامام فی کثیر من تصانیفہ الشریفۃ کالجوامع الثلثۃ والخصائص الکبرٰی وغیرھا وکان مقصودہ رحمہ اللہ تعالٰی ان یجمع لامثالنا القاصرین ماقلما تصل الیہ ایدینا فان اقتصرنا علی ماافاد وذھلنا عن المتداولات فالقصور منا لامنہ رحمہ اللہ تعالٰی۔

مصافحہ نہ ہونا مانع بیعت نہیں۔ (محدث ابن ماجہ نے اسے روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سند حسن کے ساتھ آل شرید کے ایک شخص سے اسے روایت کیا ہے اور اس کو عمرو کہا جاتا ہے اس نے اپنے باپ سے روایت کی (اللہ تعالٰی اس سے راضی ہو) اور ابن جریر نے اسے روایت کیا اور شرید کے باپ کا نام بھی ذکر کیا یعنی شرید بن سوید ثقفی۔ جلیل الشان امام، امام سیوطی نے پہلی تخریج میں جامع کبیر کی ابتداء میں اور دوسری تخریج میں جمع الجوامع کے مسانید میں اس کو ذکر فرمایا ہے۔ میں کہتا ہوں بلکہ صحیح مسلم کی حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ واپس ہوجاؤ بیشک ہم نے تمہیں بیعت کرلیا جیسا کہ ابن جریر کے الفاظ ہیں، دونوں کے الفاظ یکساں ہیں (کوئی خاص فرق نہیں پایا جاتا) ہم نے اس امام پر ان کی بہت سی تصانیف شریفہ میں اس طرح کی بہت سی مثالیں دیکھی ہیں اور تجربہ کیا ہے جیسا کہ ان کی تینوں جوامع، خصائص کبرٰی اور ان کے علاوہ دوسری تصانیف، پس اس سے امام موصوف رحمہ اللہ تعالٰی کا مقصد ان سب چیزوں کو جمع کردینا ہے (یکجا کرنا) کہ جن تک ہم جیسے کوتاہ نظر لوگوں کے ہاتھوں کی بہت کم رسائی ہوتی ہے۔ پھر اگر ہم نے ان کے افادہ پر اکتفاء کیا اور ہم متداولات کو بھول گئے تو یہ ہمارا قصور ہوگا نہ کہ علامہ موصوف کا، اللہ تعالٰی ان پر رحم فرمائے۔ ت)

ساتویں حدیث میں ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک مجذوم کو آتے دیکھا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا:

یاانس اثن البساط لایطأ علیہ

اے انس! بچھونا الٹ دو کہیں یہ اس پر اپنا

---

[1] صحیح مسلم کتاب السلام باب اجتناب المجذوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۳۳

بقدمہ۔ رواہ الخطیب[1] عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ وفی القلب منہ شئ ، واللہ تعالٰی اعلم۔

پاؤں نہ رکھ دے (خطیب بغدادی نے ان سے یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا ہے اور اس سے بچھونا الٹ دینے کے متعلق کچھ بات ہے اور اللہ تعالٰی ہی (تمام معاملات کو) بہتر جانتا ہے۔ (ت)

آٹھویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم مکہ معظمہ ومدینہ منورہ کے درمیان وادی عسفان پر گزرے وہاں کچھ لوگ مجذوم پائے مرکب کو تیز چلاکر وہاں سے تشریف لے گئے اور فرمایا:

ان کان شئ من الداء یعدی فہو ھذا۔ رواہ ابن النجار عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما والمرفوع منہ عنہ ابن عدی فی الکامل[2] من دون ذکر القصۃ وھو ضعیف۔

اگر کوئی بیماری اُڑ کر لگتی ہے تو وہ یہی ہے۔ (ابن نجار نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے اور ابن عدی کے نزدیک "الکامل" میں واقعہ ذکر کئے بغیر یہ مرفوع ہے اور وہ ضعیف ہے۔ (ت)

نویں حدیث میں ہے ایک جذامی عورت کعبہ معظمہ کا طواف کررہی تھی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اُس سے فرمایا:

www.alahazratnetwork.org

یاامۃ اللہ لاتؤذی الناس لو جلست فی بیتک۔ رواہ مالک والخرائطی[3] فی اعتلال القلوب عن ابن ابی ملیکۃ۔

اے اللہ کی لونڈی! لوگوں کو ایذا نہ دے اچھا ہو کہ تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو، پھر وہ گھر سے نہ نکلیں (امام مالک اور الخرائطی نے اعتلال القلوب میں حضرت ابن ابی ملیکہ سے اسے روایت کیا ہے۔ت)

دسویں حدیث میں ہے:

ان عمر بن الخطاب قال للمعیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہما اجلس منی قیدرمح وکان بہ ذلک الداء وکان

معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اہل بدر (و مہاجرین سابقین اولین رضی اللہ تعالٰی عنہم) سے ہیں انھیں یہ مرض تھا امیر المومنین عمر فاروق

---

[1] تاریخ بغداد للخطیب ترجمہ عبدالرحمٰن بن العباس ۵۴۳۲ دارالکتب العربی بیروت ۱۰/۲۹۶

[2] کنز العمال بحوالہ ابن عدی حدیث ۲۸۳۳۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/۵۴

[3] کنز العمال بحوالہ مالک والخرائطی فی اعتلال القلوب حدیث ۲۸۵۰۴ " " " ۱۰/۹۶

بدریا۔ رواہ ابن جریر[1] عن الزھری قلت مرسل ولا یصح۔

اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اُن سے فرمایا: مجھ سے ایک نیزے کے فاصلے پر بیٹھئے (امام ابن جریر نے زہری سے اسے روایت کیا ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ مرسل ہے اور صحیح نہیں۔ ت)

آئندہ حدیثیں اس کے خلاف ہیں۔

گیارھویں حدیث میں ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے صبح کو کچھ لوگوں کی دعوت کی ان میں معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی تھے وہ سب کے ساتھ کھانے میں شریک کئے گئے اور امیر المومنین نے اُن سے فرمایا:

خذ مما یلیك ومن شقك فلوکان غیرك ما اکلنی فی صحفة ولکان بینی و بینه قید رمح۔ رواہ ابن سعد[2] وابن جریر عن فقیه المدینة خارجة بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

اپنے قریب سے اپنی طرف سے لیجئے اگر آپ کے سوا کوئی اور اس مرض کا ہوتا تو میرے ساتھ ایک رکابی میں نہ کھاتا اور مجھ میں اور اس میں ایک نیزے کا فاصلہ ہوتا (ابن سعد اور ابن جریر نے فقیہ مدینہ خارجہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا ہے۔ ت)

www.alahazratnetwork.org

بارھویں حدیث میں ہے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دسترخوان پر شام کو کھانا رکھا گیا لوگ حاضر تھے امیر المومنین برآمد ہوئے کہ اُن کے ساتھ کھانا تناول فرمائیں، معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی صحابی مہاجر حبشہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا:

ادن فاجلس وایم اللہ لوکان غیرك به الذی بك لما جلس منی ادنی من قید رمح[3]۔ رویاہ

قریب آئیے بیٹھئے خدا کی قسم دوسرا ہوتا تو ایک نیزے سے کم فاصلے پر میرے پاس نہ بیٹھتا۔ (ابن سعد اور ابن جریر نے اسے فقیہ مدینہ خارجہ بن

---

[1] کنز العمال بحوالہ ابن جریر حدیث ۲۸۴۹۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۹۴

[2] " " ابن سعد وابن جریر " ۲۸۵۰۱ " " " ۱۰/ ۹۵

الطبقات الکبرٰی ترجمہ معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۸

[3] " " " " " " " " ۴/ ۱۱۸

کنز العمال بحوالہ ابن سعد وابن جریر حدیث ۲۸۵۰۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۹۶

عنہ ذلک فی الغداء وھذا فی العشاء۔

زید سے صبح کے کھانے کے بارے میں روایت کیا ہے جبکہ یہ حدیث رات کے کھانے کے بارے میں مروی ہے۔ ت)

تیرھویں حدیث میں ہے محمود بن لبید انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بعض ساکنانِ موضع جرش نے بیان کیا کہ عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالٰی عنہما نے حدیث بیان کی کہ حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "جذامی سے بچو جیسا درندے سے بچتے ہیں وہ ایک نالے میں اُترے تو تم دوسرے میں اترو۔" میں نے کہا واللہ! اگر عبداللہ بن جعفر نے یہ حدیث بیان کی تو غلط نہ کہا جب میں مدینہ طیبہ آیا اُن سے ملا اور اس حدیث کا حال پوچھا کہ اہل جرش آپ سے یوں ناقل تھے، فرمایا:

کذبوا واللہ ماحدثتھم ھذا ولقد رأیت عمر بن الخطاب یؤتی بالاناء فیہ الماء فیعطیہ معیقیبا فیشرب منہ ثم یتناولہ عمر من یدہ فیضع فمہ موضع فمہ حتی یشرب منہ فعرفت انما یصنع عمر ذٰلک فرارا من ان یدخلہ شئ من العدوی۔ رویاہ عن محمود[1] رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

واللہ انھوں نے غلط نقل کی میں نے یہ حدیث ان سے نہ بیان کی میں نے تو امیر المومنین عمر کو یہ دیکھا ہے کہ پانی اُن کے پاس لایا جاتا وہ معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیتے معیقیب پی کر اپنے ہاتھ سے امیر المومنین کو دیتے امیر المومنین ان کے منہ رکھنے کی جگہ اپنا منہ رکھ کر پانی پیتے میں سمجھتا کہ امیر المومنین یہ اس لئے کرتے ہیں کہ بیماری اُڑ کر لگنے کا خطرہ ان کے دل میں نہ آنے پائے (ابن سعد اور ابن جریر دونوں نے محمود بن لبید انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ ت)

ابن سعد کی روایت میں ایک مفید بات زائد ہے کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا امیر المومنین فاروق اعظم جسے طبیب سنتے معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے اس سے علاج چاہتے، دو حکیم یمن سے آئے اُن سے بھی فرمایا، وہ بولے جاتا رہے یہ تو ہم سے ہو نہیں سکتا ہاں ایسی دوا کر دینگے کہ بیماری ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے۔ امیر المومنین نے فرمایا: عافیۃ عظیمۃ ان یقف فلا یزید بڑی تندرستی ہے کہ مرض ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے۔ انھوں نے دو بڑی زنبیلیں بھروا کر اندرائن کے تازہ پھل منگوائے جو

---

[1] الطبقات الکبرٰی ترجمہ معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۷

کنز العمال بحوالہ ابن سعد و ابن جریر حدیث ۲۸۵۰۰ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۹۴

خربوزے کی شکل اور نہایت تلخ ہوتے ہیں، پھر ہر پھل کے دو دو ٹکڑے کئے اور معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کو لٹا کر دونوں طبیبوں نے ایک ایک تلوے پر ایک ایک ٹکڑا ملنا شروع کیا جب وہ ختم ہوگیا دوسرا ٹکڑا لیا یہاں تک کہ معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے منہ اور ناک سے سبز رنگ کی کڑوی رطوبت نکلنے لگی، اس وقت چھوڑ کر دونوں حکیموں نے کہا اب یہ بیماری کبھی ترقی نہ کرے گی۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں:

فواللہ ما زال معیقیب متماسکا لا یزید وجعہ حتی مات[1]

واللہ! معیقیب اس کے بعد ہمیشہ ایک ٹھہری حالت میں رہے تادم مرگ مرض کی زیادتی نہ ہوئی۔

چودھویں حدیث میں ہے امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دربار میں قوم ثقیف کی سفیر حاضر ہوئے، کھانا حاضر لایا گیا، وہ لوگ نزدیک آئے مگر ایک صاحب کہ اس مرض میں مبتلا تھے الگ ہوگئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: قریب آؤ قریب آئے۔ فرمایا: کھانا کھاؤ۔ کھانا کھایا۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہم فرماتے ہیں:

وجعل ابوبکر یضع یدہ موضع یدہ فیاکل مما یاکل منہ المجذوم۔ رواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ وابن جریر عن القاسم۔[2]

صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ شروع کیا کہ جہاں سے وہ مجذوم نوالہ لیتے، وہیں سے صدیق نوالہ لے کر نوش فرماتے رضی اللہ تعالٰی عنہ (ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت قاسم بن محمد سے اسے روایت کیا۔ ت)

www.alahazratnetwork.org

غالبًا یہ وہی مریض ہیں جن سے زبانی بیعت پر اکتفا فرمائی گئی تھی۔

پندرھویں حدیث جلیل میں ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اخذ بید رجل مجذوم فادخلہا معہ فی القصعۃ ثم قال کل ثقۃ باللہ وتوکلا علی اللہ۔ رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ[3]

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک جذامی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالے میں رکھا اور فرمایا اللہ پر تکیہ ہے اور اللہ پر بھروسا۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، عبد بن حمید، ابن خزیمہ، ابن ابی عاصم

---

[1] الطبقات الکبرٰی ترجمہ معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی دار صادر بیروت ۴/۱۸ - ۱۱۷

[2] المصنف لابن ابی شیبہ کتاب العقیقہ حدیث ۴۵۸۷ ادارۃ القرآن کراچی ۸/۱۲۹

کنز العمال بحوالہ ابن ابی شیبہ وابن جریر " ۲۸۴۹۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/۹۴

[3] جامع الترمذی ابواب الاطعمہ باب ماجاء فی الاکل مع المجذوم امین کمپنی دہلی ۲/۴

وعبد بن حمید وابن خزیمة و ابن ابی عاصم و ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة و ابویعلیٰ و ابن حبان والحاکم فی المستدرك والبیهقی فی السنن والضیاء فی المختارة وابن جریر و الامام الطحاوی کلهم من جابر بن عبد الله رضی الله تعالیٰ عنهما کذا ذکر الامام الجلیل الجلال السیوطی فی اول قسمی جامعه الکبیر و زدت انا ابن جریر والطحاوی **قلت** وبه علم ان قصر المشکوٰة علی ابن ماجة لیس فی موضعه ثم الحدیث سکت علیه وصححه ابن خزیمة وابن حبان والحاکم والضیاء و قال المناوی فی التیسیر باسناد حسن وتصحیح ابن حبان والحاکم قال ابن حجر فیه نظر[1] اھ، **اقول** لکن فیه مفضل بن فضالة البصری بالباء اخو مبارك قال فی التقریب ضعیف[2] و قال الترمذی هذا حدیث غریب لا نعرفه الا من حدیث یونس بن محمد عن المفضل بن فضالة و المفضل بن فضالة هذا شیخ بصری والمفضل بن فضالة شیخ آخر مصری اوثق من هذا واشهر

اور ابن السنی نے عمل اللیل والیوم میں ابویعلیٰ، ابن حبان اور حاکم نے المستدرک میں، امام بیہقی نے السنن میں، ضیاء نے المختارہ میں ابن جریر اور امام طحاوی ان سب نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا ہے چنانچہ جلیل القدر امام جلال الدین سیوطی نے اپنی جامع کبیر کی پہلی قسم میں اسے ذکر فرمایا اور ابن جریر اور امام طحاوی کا میں نے اضافہ کیا ہے **قلت** (میں کہتا ہوں کہ) اس سے معلوم ہوا کہ صاحب مشکوٰۃ کا صرف ابن ماجہ پر اکتفار کرنا بے محل ہے پھر حدیث مذکور پر سکوت کیا گیا لیکن ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور ضیاء نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ مناوی نے التیسیر میں اسناد حسن اور ابن حبان اور حاکم کی تصحیح کا قول ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ اس پر اعتراض ہے اھ، **اقول** (میں کہتا ہوں) لیکن اس میں مفضل بن فضالہ البصری (حرف باء کے ساتھ) مبارک کا بھائی ہے چنانچہ التقریب میں کہا ہے کہ وہ ضعیف ہے۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ہم اس کو صرف یونس بن محمد بواسطہ مفضل بن فضالہ پہچانتے ہیں اور یہ مفضل بن فضالہ شیخ بصری ہے جبکہ اسی نام کا ایک دوسرا مفضل بن فضالہ شیخ مصری ہے جو اس پہلے سے زیادہ ثقہ اور زیادہ مشہور ہے۔

---

[1] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث کل معی بسم اللہ ثقۃ باللہ مکتبہ امام شافعی الریاض ۲/۲۲۰

[2] تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانی ترجمہ ۶۸۸۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۰۹

www.alahazratnetwork.org

وروی شعبة هذا الحدیث عن حبیب بن الشهید عن ابن بریدة قال ان عمر اخذ بید مجذوم وحدیث شعبة اشبه عندی واصح[1] اھ واخرج ابن عدی[2] فی الکامل هذا الحدیث للمفضل المذکور وقال لم ارفی حدیثه انکر من الحدیث قال ورواه شعبة عن حبیب عن ابن بریدة ان عمر اخذ بید مجذوم الحدیث[3] اھ ولم یذکر الذهبی فی المیزان فی المفضل هذا جرحا مفسرا بل ولا غیر مفسر مما یبلغ درجة التضعیف البتة انما نقل عن یحیی[4] انه قال لیس هو بذاك وعن الترمذی[5] ماقدمنا ان المصری اوثق منه وعن النسائی[6] انه قال لیس بالقوی **اقول** ولایخفی علیك البون البین بین لیس بالقوی ولیس بقوی وقد روی عنه ذاك المؤدب الثقة الثبت

محدث شعبہ نے اس حدیث کو حبیب بن شہید بواسطہ ابن بریدہ روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑا، میرے نزدیک محدث شعبہ کی روایت زیادہ ثابت اور زیادہ صحیح ہے اھ محدث ابن عدی نے الکامل میں اس حدیث کو مفضل مذکور کے حوالہ سے اس کی تخریج کی اور کہا ہے کہ میں نے اس سے زیادہ منکر کوئی حدیث نہیں دیکھی، پھر اس نے کہا شعبہ نے حبیب سے بواسطہ ابن بریدہ اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑا (الحدیث) اھ، علامہ ذہبی نے المیزان میں اس مفضل کے بارے میں کوئی مفصل یا غیر مفصل جرح ذکر نہیں کی بلاشبہہ جو درجہ تضعیف تک پہنچتی ہے اور یحیٰی سے نقل کیا گیا کہ اس نے کہا کہ یہ اس درجہ کی حدیث نہیں، امام ترمذی کے حوالے سے ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ شیخ مصری شیخ بصری سے زیادہ ثقہ (مستند و معتبر) ہے۔ امام نسائی سے مروی ہے کہ وہ قوی نہیں۔ **اقول** (میں کہتا ہوں کہ) تم پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ لیس بالقوی اور لیس بقوی دونوں میں واضح اور کھلا فرق ہے بلاشبہہ اس مؤدب ثقہ ثبت نے اس سے روایت

---

[1] جامع الترمذی کتاب الاطعمہ باب ماجاء فی الاکل مع المجذوم امین کمپنی دہلی ۲/ ۴

[2] الکامل لابن عدی ترجمہ مفضل بن فضالہ مصری دار الفکر بیروت ۶/ ۲۴۰۴

[3] تا [6] میزان الاعتدال للذہبی " " " " ۸۷۳۲ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۱۶۹

www.alahazratnetwork.org

وعبدالرحمٰن بن مهدی ذالك الجبل الشامخ الامام الحافظ قال البخاری فی علی بن عبداللہ المعروف بابن المدینی ما استصغرت نفسی الا عندہ و قال ابن المدینی فی عبدالرحمٰن ھذا ما رأیت اعلم منہ وکذٰلك موسٰی بن اسمٰعیل ذاك الثقۃ الثبت وجماعۃ لاجرم حسنہ الحافظ واطلاق الصحیح علی الحسن غیر مستنکر و قد صححہ امام الائمۃ ابن خزیمۃ ومن تبعہ و قد وجدت لہ متابعا فان الامام الاجل ابا جعفر الطحاوی اخرجہ اولا بالطریق المذکور فقال حدثنا فھد (یعنی ابن سلیمٰن بن یحیٰی) ثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ ثنا یونس بن محمد الحدیث ثم قال حدثنا ابن مرزوق ثنا محمد بن عبداللہ الانصاری ثنا اسمٰعیل بن مسلم عن ابی الزبیر عن جابر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مثلہ[1] اھ **قلت** و بہ یعلم ما فی کلام الامام الترمذی و اللہ تعالٰی اعلم ثم اعلم انہ

کی ہے۔ عبدالرحمٰن ابن مہدی جو فنِ حدیث میں کوہِ گراں ہے امام اور حافظ ہے امام بخاری نے علی بن عبداللہ جو ابن المدینی کے نام سے مشہور ہے کے متعلق فرمایا کہ میں نے صرف اس کے سامنے اپنے آپ کو چھوٹا سمجھا۔ چنانچہ ابن المدینی نے عبدالرحمٰن کے بارے میں فرمایا میں نے اس سے بڑا عالم کوئی نہیں دیکھا۔ اور اسی طرح موسٰی بن اسمٰعیل ثقہ ثبت ہے۔ اور ایک جماعت بلاشبہ حافظ نے اسکی تحسین فرمائی۔ اور حسن پر صحیح کا اطلاق غیر معروف نہیں۔ امام الائمہ ابن خزیمہ اور ان کے ہمنوا ائمہ نے اس کی تصحیح فرمائی اور بلاشبہ میں نے اس کا متابع پایا ہے کیونکہ جلیل الشان امام ابوجعفر طحاوی نے اولاً طریق مذکور سے اس کی تخریج فرمائی چنانچہ فرمایا ہم سے فہد یعنی ابن سلیمان بن یحیٰی نے بیان کیا، اس نے کہا ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے بیان کیا اس نے کہا ہم سے یونس بن محمد نے بیان کیا، الحدیث۔ پھر فرمایا ہم سے ابن مرزوق نے بیان کیا اس سے محمد بن عبداللہ انصاری نے اس سے اسمٰعیل بن مسلم نے بیان کیا اس نے ابوالزبیر سے اس نے جابر سے، انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اسی حدیث مذکور کی مثل روایت فرمائی اھ **قلت** (میں کہتا ہوں کہ) اس سے امام ترمذی کے کلام کا حال معلوم کیا جاسکتا ہے اور درحقیقت اللہ تعالٰی ہی سب کچھ اچھی طرح

---

[1] شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الکراہیۃ باب الاجتناب من ذی ذار الطاعون وغیرہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۴۱۷

وقع فی الجامع الصغیر لھذا الحدیث رمز حب، ک **اقول** ولم ارہ فی المجتبی بل لیس فیہ لان مدارہ علی ما ذکر الترمذی علی المفضل کما علمت و المفضل ھذا لیس من رواۃ النسائی اصلا و قد سقط الحدیث من نسخۃ سیدی علی المتقی قدس سرہ ولذا اوردہ من القسم الاول للجامع الکبیر وقد رمزلہ فیہ د، ت، ہ الخ وھو الصحیح الا ان یکون النسائی رواہ فی الکبری فبالنظر الیہ یقال ع و ھو بعید ثم الواقع فی المشکوۃ[1] معزیا لابن ماجۃ ما ذکرنا اعنی کل ثقۃ باللہ وفی جامع الترمذی ثم قال کل بسم اللہ ثقۃ باللہ و توکلا علیہ[2]، قال العلامۃ علی القاری اما ترک المؤلف البسملۃ مع وجودھا فی الاصول فاما محمولۃ علی روایۃ منفردۃ غریبۃ لابن ماجۃ اوعلی غفلۃ من صاحب المشکوۃ

جانتا ہے، پھر جان لیجئے کہ جامع صغیر میں اس حدیث کے لئے یہ رمز (حب، ک) ہے **اقول** (میں کہتا ہوں کہ) میں نے اس کو مجتبٰے میں نہیں دیکھا بلکہ اس میں موجود ہی نہیں اس لئے کہ حدیث مذکور کا مدار جیسا کہ امام ترمذی نے ذکر کیا مفضل پر ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں اور یہ مفضل بالکل رواۃ نسائی میں سے نہیں۔ میرے آقا علی متقی قدس سرہ کے نسخہ سے حدیث مذکور ساقط ہوگئی ہے اس لئے امام سیوطی جامع کبیر کی پہلی قسم میں اسے لائے ہیں اور اس کے لئے یہ رمز (د، ت، ہ) پیش فرمائی الخ۔ اور وہ صحیح ہے ہاں البتہ امام نسائی نے الکبری میں اسے روایت فرمایا تو پھر اسکے پیش نظر (ع) کہا جائے گا لیکن وہ بعید ہے پھر مشکوۃ میں ابن ماجہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے وہی الفاظ واقع ہوئے جو ہم نے ذکر کئے ہیں، میری مراد "کل ثقۃ باللہ" کے الفاظ سے ہے۔ اور جامع ترمذی کے الفاظ یہ ہیں، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کل بسم اللہ ثقۃً باللہ توکلا علیہ (اللہ کا نام لے کر کھائیں اللہ تعالٰی پر اعتماد و بھروسا کرتے ہوئے) علامہ علی قاری نے فرمایا مصنف علیہ الرحمۃ کا بسم اللہ چھوڑ دینا باوجودیکہ وہ اصول میں مذکور ہے یا تو اس لئے ہے کہ یہ ابن ماجہ

---

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب الطب باب الفال والطیرۃ مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۹۲

[2] جامع الترمذی ابواب الاطعمہ باب ماجاء فی الاکل مع المجذوم امین کمپنی دہلی ۲/۴

او المصابیح[1] اھ **اقول** سبحٰن اللہ ھو انما نقلہ عن ابن ماجۃ فلو زاد البسملۃ نسب الی الفضلۃ ثم لم یتفرد ابن ماجۃ بترك البسملۃ بل ھو کذٰلك عند ابی داؤد ایضا رواہ عن عثمٰن بن ابی شیبۃ عن یونس بن محمد وابن ماجۃ عن ابی بکر بن ابی شیبۃ ومجاھد ابن موسٰی ومحمد بن خلف العسقلانی کلھم عن یونس بترك البسملۃ والترمذی عن احمد بن سعید الاشقر وابراھیم بن یعقوب کلاھما عن یونس مع البسملۃ فافھم۔

کی منفرد غریب روایت پر محمول ہے یا صاحب مشکوٰۃ یا صاحب مصابیح کی غفلت کا نتیجہ ہے اھ **اقول** (میں کہتا ہوں) اللہ تعالٰی (عیوب ونقائص سے) پاک ہے (یعنی بڑا تعجب ہے) اس لئے کہ صاحب مشکوٰۃ نے اسے ابن ماجہ سے نقل فرمایا ہے اگر بسم اللہ شریف کا اضافہ کرتے تو زیادتی کی طرف منسوب ہوتے اور ترک بسم اللہ کے معاملہ میں ابن ماجہ ہی منفرد نہیں بلکہ ابوداؤد کے نسخہ میں بھی یونہی بسم اللہ متروک ہے چنانچہ امام ابوداؤد نے عثمان ابن ابی شیبہ سے بواسطہ یونس بن محمد اس کو روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ، مجاہد بن موسٰی اور محمد بن خلف عسقلانی کے حوالہ سے اسے روایت کیا ہے، سب نے بواسطہ یونس بسم اللہ کے بغیر روایت کی اور امام ترمذی نے بواسطہ احمد بن سعید اشقر اور ابراہیم بن یعقوب بحوالہ یونس "بسم اللہ" سمیت اس کو روایت کیا ہے۔ اس مقام کو سمجھ لیجئے۔ (ت)

سولھویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کل مع صاحب البلاء تواضعا لربك وایمانا۔ رواہ الامام الاجل الطحاوی[2] عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ **قلت** ھکذا اوردہ فی الجامع کل باللام والذی رایتہ الامام الطحاوی کن بالنون، واللہ تعالٰی اعلم۔

بلاء والے کے ساتھ کھانا کھا اپنے رب کیلئے تواضع اور اس پر سچے یقین کی راہ سے۔ (جلیل القدر امام طحاوی نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں اسی طرح الجامع میں لفظ کل (حرف لام کے ساتھ) ہے لیکن میں نے امام طحاوی کے نسخہ میں کن (حرف نون کے ساتھ) دیکھا ہے۔ اور اللہ تعالٰی سب سے بہتر جانتا ہے۔ (ت)

---

[1] مرقات المفاتیح کتاب الطب والرقی الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۵۱

[2] شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب الاجتناب من ذی دار الطاعون ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۱۷

سترہویں حدیث میں ہے کہ ایک بی بی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم مجذوموں کے حق میں فرماتے:

فروا منھم کفرارکم من الاسد۔ — ان سے ایسا بھاگو جیسا شیر سے بھاگتے ہو۔

ام المومنین (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا:

کلا ولکنہ لاعدوی فمن عادی الاول۔ — ہرگز نہیں، بلکہ یہ فرماتے تھے کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی جسے پہلے ہُوئی اُسے کس کی اُڑ کر لگی۔ (ابن جریر نے حضرت نافع بن قاسم سے بحوالہ اس کی دادی فطیمہ کے اسے روایت کیا ہے۔ ت)

رواہ ابن جریر[1] عن نافع بن القاسم عن جدتہ فطیمۃ۔

اقول (میں کہتا ہُوں۔ ت) ام المومنین کا یہ انکار اپنے علم کی بناء پر ہے یعنی میرے سامنے ایسا نہ فرمایا بلکہ یُوں فرمایا اور ہے یہ کہ دونوں ارشاد حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بصحت کافیہ ثابت ہیں۔

اٹھارہویں سے تیئس تک حدیث جلیل عظیم صحیح مشہور بلکہ متواتر جس سے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے استدلال کیا کہ حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

www.alahazratnetwork.org

لاعدوی۔ رواہ الائمۃ احمد والشیخان[2] وابوداؤد وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ[عہ] — بیماری اُڑ کر نہیں لگتی (ائمہ کرام مثلاً امام احمد، بخاری ومسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ اسکو حضرت ابوہریرہ متعدد و مختلف طریقوں کے ساتھ حضرت ابوہریرہ سے حدیث مذکور کو ان ائمہ مذکورین امام طحاوی اور امام دارقطنی نے متفق ہیں، خطیب، بیہقی، ابن جریر اور کچھ دوسروں نے اسے روایت کیا ہے اگرچہ بعد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اسے بھُول گئے تھے جیسا کہ بخاری، طحاوی اور ابن جریر وغیرہ نے اسے روایت کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

عہ رواہ عنہ بطریق کثیرۃ شتی ھم والامام الطحاوی والدارقطنی فی المتفق والخطیب والبیھقی وابن جریر واٰخرون وان نسیہ ابوھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ من بعد کما رواہ البخاری والطحاوی وابن جریر وغیرھم ۱۲ منہ۔

---

[1] کنز العمال بحوالہ ابن جریر حدیث ۲۸۵۰۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۹۷

[2] صحیح البخاری کتاب الطب باب الجذام ۲/ ۸۵۹ و صحیح مسلم کتاب السلام باب لاعدوٰی ۲/ ۲۳۰

سنن ابی داؤد کتاب الکھانۃ والتطیر ۲/ ۱۹۰ و مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ ۲/ ۲۶۷ و ۳۲۷

واحمد والستۃ الا النسائی[1] عن انس واحمد والشیخان وابن ماجۃ والطحاوی[2] عن ابن عمر واحمد ومسلم والطحاوی عن السائب[3] بن یزید وھم وابن جریر جمیعا عن جابر[4] واحمد والترمذی والطحاوی[5] عن ابن مسعود واحمد وابن ماجۃ والطحاوی والطبرانی وابن جریر عن ابن[6] عباس والثلثۃ الاخیرۃ عن

رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا نیز امام احمد اور دیگر چھ ائمہ نے سوائے امام نسائی کے سب نے اس کو روایت کیا ہے اور ان پانچ ائمہ نے حضرت انس سے روایت کی ہے۔ امام احمد، بخاری، مسلم، ابن ماجہ اور امام طحاوی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت فرمائی نیز امام احمد، مسلم اور طحاوی نے حضرت سائب بن یزید سے روایت کی۔ ابن جریر اور ان سب نے حضرت جابر سے روایت کی۔ امام احمد، ترمذی اور طحاوی نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی۔ امام احمد، ابن ماجہ، طحاوی، طبرانی

---

www.alahazratnetwork.org

[1] صحیح البخاری کتاب الطب باب لاعدوی ۲/۸۵۹ و صحیح مسلم باب الطیرۃ والفال ۲/۲۳۱ سنن ابی داؤد کتاب الکہانۃ والتطیر ۲/۱۹۰ و سنن ابن ماجہ ابواب الطب ص ۲۶۱ مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ۳/۱۳۰ و ۱۵۴

[2] صحیح البخاری کتاب الطب ۲/۸۵۹ و کنز العمال بحوالہ حم وابن ماجہ ۱۰/۱۱۸ سنن ابن ماجہ ابواب الطب ص ۲۶۱

[3] صحیح مسلم کتاب السلام باب لاعدوٰی ۲/۲۳۰ و مسند احمد بن حنبل عن السائب بن یزید ۳/۴۵۰ شرح معانی الآثار ۲/۴۱۶

[4] صحیح مسلم کتاب السلام باب لاعدوٰی ۲/۲۳۱ و مسند احمد بن حنبل عن جابر ۳/۲۹۳ شرح معانی الآثار ۲/۴۱۷

[5] جامع الترمذی ابواب القدر ۲/۳۷ و مسند احمد بن حنبل عن ابن مسعود ۱/۴۴۰ شرح معانی الآثار ۲/۴۱۶

[6] مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس ۱/۲۶۹ و سنن ابن ماجہ ابواب الطب ص ۲۶۱ شرح معانی الآثار ۲/۴۱۶

ابی امامۃ[1] وابن خزیمۃ والطحاوی وابن حبان وابن جریر عن سعد[2] بن ابی وقاص والامام الطحاوی[3] عن ابی سعید الخدری والشیرازی فی الالقاب والطبرانی فی الکبیر والحاکم وابونعیم فی الحلیۃ عن عمیر[4] بن سعد الانصاری والطبرانی وابن عساکر عن عبد[5] الرحمٰن بن ابی عمیرۃ المزنی وابن جریر عن ام المومنین[6] وایضا صححہ والقاضی محمد ابن عبد الباقی الانصاری فی جزئہ الحدیثی عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم بلفظ لا یعدی سقیم صحیح[7] الخصناہ عن الجامع الکبیر مع جمع وزیادات۔

اور ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی اور آخری تین ائمہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی نیز ابن خزیمہ، طحاوی، ابن حبان اور ابن جریر نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔ اور امام طحاوی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، نیز شیرازی نے القاب میں طبرانی نے الکبیر میں حاکم اور ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔ طبرانی اور ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی عمیرہ مزنی سے روایت کی، ابن جریر نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کرکے اس کی تصحیح فرمائی اور قاضی محمد ابن عبدالباقی انصاری نے اپنے جزء الحدیثی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان الفاظ سے روایت فرمائی کسی بیمار سے بیماری اُڑ کر کسی تندرست کو نہیں لگتی، یہ ہم نے جامع کبیر سے جمع اور اضافوں کے ساتھ اس کا ملخص پیش کیا ہے۔ (ت)

---

[1] شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ ۲/ ۴۱۷ و المعجم الکبیر حدیث ۷۷۶۱، ۷۷۶۲ ۸/ ۲۱۶

[2] الجامع الکبیر بحوالہ ابن خزیمہ والطحاوی وابن حبان عن سعد بن ابی وقاص " ۲۶۱۸۴ بیروت ۸/ ۲۹۹

[3] الجامع الکبیر بحوالہ ابن جریر والطحاوی والشیرازی فی الالقاب عن ابی سعد " ۲۶۱۸۵ " "

[4] الجامع الکبیر بحوالہ الشیرازی فی الالقاب (طب، حل، کر) عن عمیر بن سعد " ۲۶۱۸۶ " "

[5] کنز العمال بحوالہ کر عن عبدالرحمٰن حدیث ۲۸۶۰۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۲۰

[6]

[7] کنز العمال بحوالہ ابن جریر عن علی حدیث ۲۸۶۳۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۲۶

سنن ابی داؤد کتاب الکہانۃ ۲/ ۱۹۰ و شرح معانی الآثار ۲/ ۴۱۶

www.alahazratnetwork.org

اسی حدیث کے متعدد طرق میں وہ جواب قاطع ہر شک وارتیاب ارشاد ہُوا جسے ام المومنین نے اپنے استدلال میں روایت فرمایا صحیحین وسنن ابی داوٗد وشرح معانی الآثار امام طحاوی وغیرہا میں حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، ایک بادیہ نشین نے عرض کی: یارسول اللہ! پھر اونٹوں کا یہ کیا حال ہے کہ وہ ریتی میں ہوتے ہیں جیسے ہرن یعنی صاف شفاف بدن ایک اُونٹ خارش والا آکر اُن میں داخل ہوتا ہے جس سے خارش ہوجاتی ہے حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: فمن اعدی الاول[1] اس پہلے کو کس کی اُڑ کر لگی، احمد ومسلم وابوداوٗد، وابن ماجہ کے یہاں حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے ارشاد فرمایا: ذٰلکم القدر فمن اجرب الاول[2] یہ تقدیری باتیں ہیں بھلا پہلے کو کس نے کھجلی لگادی۔ یہی ارشاد احادیث مذکورہ عبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عباس وابوامامہ وعمیر بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہم میں مروی ہوا، حدیث اخیر میں اس توضیح کے ساتھ ہے کہ فرمایا:

الم تروا الی البعیر یکون فی الصحراء فیصبح وفی کرکرتہ اوفی مراق بطنہ نکتۃ من جرب لم تکن قبل ذٰلک فمن اعدی الاول[3]

کیا دیکھتے نہیں کہ اونٹ جنگل میں ہوتا ہے یعنی الگ تھلگ کہ اس کے پاس کوئی بیمار اونٹ نہیں صبح کو دیکھو تو اس کے بیچ سینے یا پیٹ کے نرم جگہ میں کھجلی کا دانہ موجود ہے بھلا اس پہلے کو کس کی اُڑ کر لگ گئی۔

www.alahazratnetwork.org

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) حاصل ارشاد یہ ہے کہ قطع تسلسل کے لئے ابتداءً بغیر دوسرے سے منتقل ہُوئے خود اس میں بیماری پیدا ہونے کا ماننا لازم ہے تو حجتِ قاطعہ سے ثابت ہُوا کہ بیماری خودبخود بھی حادث ہوجاتی ہے اور جب یہ مسلّم ہے تو دوسرے میں انتقال کے سبب پیدا ہونا محض وہم علیل وادعائے بے دلیل رہا جب ایک میں خود پیدا ہوسکتی ہے تو یوہیں ہزار میں۔

فلا یوسوسن العدو الرجیم فی قلب مریض

مردود دشمن (شیطان) کہیں مریض کے دل میں

---

[1] صحیح البخاری باب لاعدوی ۲/ ۸۵۹ و صحیح مسلم باب لاعدوٰی ۲/ ۲۳۰
سنن ابی داوٗد کتاب الکہانۃ ۲/ ۱۹۰ و شرح معانی الآثار ۲/ ۴۱۶

[2] کنز العمال بحوالہ حم و ابن ماجہ حدیث ۲۸۵۹۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۱۸
سنن ابن ماجہ ابواب الطب ص ۲۶۱

[3] کنز العمال بحوالہ طب، حل، ک عن عمیر بن سعد حدیث ۲۸۶۱۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۲۱

ان القائلین بالاعداء لا یحصرون المرض فیہ حتی یلزمھم اعداء الاول فافھم وتثبت۔

یہ وسوسہ نہ ڈال دے کہ تجاوزِ مرض کے قائل مرض کو اس تعدیہ میں بند تو نہیں کرتے کہ ان پر یہ الزام ہو کہ پہلے مریض کو مرض کیسے لگ گیا، پس سمجھ لیجئے اور ثابت رہئے۔ (ت)

اکتیسویں حدیث کہ امام احمد و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسی قدر روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یوردن ممرض علی مصح[1]

ہرگز بیمار جانور تندرست جانوروں کے پاس پانی پلانے کو نہ لائے جائیں۔

بیہقی نے سُنن میں یُوں مطولاً تخریج کی کہ ارشاد فرمایا:

لاعدوی ولا یحل الممرض علی المصح ولیحل المصح حیث شاء فقیل یارسول اللہ ولم ذٰلک قال لانہ اذی[2] واللہ تعالٰی اعلم۔

بیماری اڑ کر نہیں لگتی اور تندرست جانوروں کے پاس بیمار جانور نہ لائیں اور تندرست جانور والا جہاں چاہے لے جائے، عرض کی گئی یہ کس لئے؟ فرمایا: اس لئے کہ اس میں اذیت ہے یعنی لوگ بُرا مانیں گے انھیں ایذا ہوگی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

www.alahazratnetwork.org

قلت وقد رواہ مالک فی مؤطاہ انہ بلغہ عن بکیر بن عبداللہ بن الاشج عن ابن عطیۃ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

قلت (میں کہتا ہوں) امام مالک نے اپنی مؤطا میں اسے یوں روایت کیا کہ حدیث مذکور انھیں بکیر بن عبداللہ بن اشج سے بواسطہ ابن عطیہ اس طرح پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے

---

[1] صحیح مسلم کتاب السلام باب لاعدوی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۰
سنن ابی داؤد کتاب الکہانۃ باب فی الطیرۃ الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۹۰
سنن ابن ماجہ ابواب الطب باب الجذام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۱
صحیح البخاری کتاب الطب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۵۹
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ دار الفکر بیروت ۲/ ۴۰۶ و ۴۳۴

[2] السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب النکاح باب لایورد ممرض علی مصح دار صادر بیروت ۷/ ۲۱۷

قال لاعدوی ولاھام ولاصفر ولا یحل الممرض علی المصح ولیحلل المصح حیث شاء فقالوا یارسول اللہ فما ذاک فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ اذی[1] ھکذا رواہ یحیی مرسلا وتابعہ جماعۃ من رواۃ المؤطا وخالفھم القعنبی وعبداللہ بن یوسف وابومصعب ویحیی بن بکیر فجعلوہ عن ابی عطیۃ عن ابی ھریرۃ موصولا غیران ابن بکیر قال عن ابی عطیۃ ولاخلف فھو عبداللہ بن عطیۃ الاشجعی ویکنی اباعطیۃ ووھم بعض رواۃ المؤطا فی جعلہ عن ابی عطیۃ عن ابی بردۃ وانما ھو عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنھما افادہ الزرقانی[2]

ارشاد فرمایا: کسی مرض میں تعدیہ نہیں (کہ مرض اُڑ کر دوسرے تندرست آدمی کو لگ جائے) اور اُلّو وغیرہ میں نحوست نہیں، ماہِ صفر کی آمد میں نحوست نہیں۔ بیمار جانور کو تندرست جانور کے پاس نہ لائیں بلکہ تندرست جانور کو جہاں چاہیں لے جائیں۔ لوگوں نے عرض کیا یہ کیوں یارسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس میں اذیت ہے یعنی لوگوں کو ایذا ہوگی۔ یحیٰی نے بطور ارسال (ذکرِ سند کے بغیر) اس کو روایت کیا اور مؤطا کے راویوں کی جماعت نے اس کی متابعت کی۔ قعنبی، عبداللہ بن یوسف، ابومصعب اور یحیٰی بن بکیر نے ان کی مخالفت کی۔ لہٰذا بواسطہ ابن عطیہ حضرت ابوہریرہ کے حوالے سے اسے موصول قرار دیا مگر یہ کہ ابن بکیر نے ابن عطیہ سے کہا اور اس میں کوئی خلاف نہیں اس لئے کہ وہ عبداللہ بن عطیہ اشجعی ہے البتہ اس کی کنیت ابوعطیہ ہے بعض رواۃ مؤطا کو یہ وہم ہوا کہ انھوں نے اس حدیث کو عن ابی عطیہ عن ابی بردہ کی سند سے ذکر کیا حالانکہ یہ حضرت ابوہریرہ کی سند سے مروی ہے (اللہ تعالٰی ان دونوں سے راضی ہو) علامہ زرقانی نے اس کا افادہ کیا۔ (ت)

یہ حدیث دونوں مضمون کی جامع ہے۔

بتیسویں حدیث صحیح جلیل کہ ایسا ہی رنگ جامعیت رکھتی ہے صحیح بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاعدوی وفر من المجذوم کما تفر من الاسد[3]، اوردہ الامام الجلیل الجلال السیوطی

بیماری اُڑ کر نہیں لگتی اور جذامی سے بھاگ جیسا شیر سے بھاگتا ہے۔ جلیل القدر امام جلال الدین سیوطی

---

[1] مؤطا امام مالک کتاب الجامع باب عیادۃ المریض والطیرۃ میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۷۲۱

[2] شرح الزرقانی علی مؤطا الامام مالک " " " " دارالمعرفۃ بیروت ۲/۳۳۳

[3] صحیح البخاری کتاب الطب باب الجذام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۵۰

فی جامعه الکبیر بهذا اللفظ عازیا لابن جریر عن ابی قلابة[1] وفی قسمه الاول بلفظ لاعدوی ولاطیرة ولاهامة ولاصفر واتقوا المجذوم کما تتقوا الاسود عازیا[2] لسنن البیهقی عن ابی هریرة، و اورده فی اول الجامع ایضا بلفظ لاعدوی ولاطیرة ولاهامة ولاصفر وفر من المجذوم کما تفر من الاسد عازیا لاحمد[3] والبخاری عن ابی هریرة، وهو کذلك فی الجامع الصحیح و به ظهر ما قدمنا ان العزو یتبع اللفظ فبالنظر الی حدیث ابی قلابة عددناه بحیاله ولذا اوردناه بلفظه وهو بعینه لفظ البخاری وان اشتمل علی زیادات لاتوقف لهذا المعنی علیها اقول وابو قلابة هذا هو عبد الله بن زید الجرمی

اپنی جامع کبیر میں ابو قلابہ کے حوالہ سے امام ابن جریر کی طرف سے نسبت کرتے ہوئے اس لفظ سے لائے ہیں اور اس کی پہلی قسم میں ان الفاظ سے لائے ہیں "لاعدوی" یعنی کوئی مرض اڑ کر نہیں لگتا، "ولاهامة" نہ الو میں نحوست ہے، "ولاصفر" نہ ماہ صفر کی آمد میں کوئی نحوست ہے۔ جذامی سے اس طرح بچو جس طرح شیروں سے بچتے ہو (یعنی بھاگتے ہو) بواسطہ ابوہریرہ سنن بیہقی کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔ نیز جامع کی ابتداء میں امام سیوطی ان الفاظ سے لائے ہیں کسی مرض میں تجاوز نہیں نہ الو میں نحوست ہے نہ ماہ صفر میں، جذامی سے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔ مسند احمد اور بخاری کی طرف نسبت کرتے ہوئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے۔ اور وہ جامع صحیح میں اسی طرح ہے۔ اس سے ظاہر ہوگیا کہ جو کچھ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ نسبت کرنی لفظ کے تابع ہوتی ہے پھر ابو قلابہ کی حدیث کے پیش نظر ہم نے اس کے مقابل سے اس کا شمار کیا ہے اس لئے ہم اسے اسی لفظ سے لائے ہیں اور وہ بعینہٖ بخاری کے الفاظ ہیں اگرچہ وہ کچھ اضافوں پر شامل ہے پس اس معنی کا ان پر

www.alahazratnetwork.org

---

[1] جامع الاحادیث للسیوطی مسند ابی قلابہ حدیث ۱۰۱۴۶ دار الفکر بیروت ۱۷/۳۱۴

[2] " " " " حدیث ۲۶۱۹۱ " " " ۸/۳۰۰

[3] " " " " " ۲۶۱۶۸ " " " ۸/۲۹۷

من ثقات التابعین وعلمائھم کثیرالارسال وکان الاولی ان ینبہ علیہ ثم ان العلامۃ الشمس السخاوی قال فی حدیث اتقوا ذوی العاھات المعنی فرمن المجذوم فرارك من الاسد کما ورد فی بعض الفاظ الحدیث وھو متفق علیہ عن ابی ھریرۃ مرفوعا بمعناہ[1] اھ ورأیتنی کتبت علیہ ما نصہ **اقول** لم ارہ لمسلم انما فیہ قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لمجذوم انا قد بایعناك فارجع[2] نعم ھو فی حدیث البخاری بلفظ فر من المجذوم کما تفر من الاسد[3] والیہ وحدہ عزاہ فی المشکوۃ[4] وکذا الامام النووی فی شرح مسلم تحت حدیثہ المذکور[5] وکذا الامام السیوطی فی اول جامعہ الکبیر[6]، فاللہ تعالٰی اعلم۔

توقف نہیں (یہ معنی ان پر موقوف نہیں) **اقول** (میں کہتا ہوں) یہ ابوقلابہ عبداللہ ابن زید جرمی ہے جو ثقات تابعین اور ان کے علماء میں سے ہے یہ کثیرالارسال ہے، بہتر تو یہ تھا کہ وہ اس پر آگاہ (تنبیہ) کرتا۔ علامہ شمس الدین سخاوی نے فرمایا کہ حدیث اتقوا ذوی العاھات کا معنی فرمن المجذوم فرارك من الاسد (یعنی جذامی آدمی سے اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو) جیسا کہ حدیث کے بعض الفاظ میں وارد ہوا ہے اور وہ بواسطہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ متفق علیہ مرفوع بالمعنٰی روایت ہے اھ مجھے یاد ہے میں نے اسی پر حاشیہ لکھا ہے عبارت یہ ہے **اقول** (میں کہتا ہوں) میں نے اسے صحیح مسلم میں نہیں دیکھا، اس میں حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جذامی شخص کے بارے میں صرف یہی ارشاد مذکور ہے کہ ہم نے تمھیں (زبانی) بیعت کرلیا لہذا واپس چلے جاؤ، ہاں البتہ بخاری شریف کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں "جذامی شخص سے اس طرح بھاگ جس طرح تو

www.alahazratnetwork.org

---

[1] المقاصد الحسنہ حرف الھمزہ حدیث ۲۱ دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۱۸
[2] صحیح مسلم کتاب السلام باب اجتناب المجذوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۳۳
[3] صحیح البخاری کتاب الطب باب الجذام " " " ۲/۸۵۰
[4] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ مجتبائی دہلی بھارت ص ۳۹۱
[5] شرح صحیح مسلم للنووی کتاب السلام باب اجتناب المجذوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۳۳
[6] جامع الاحادیث للسیوطی حدیث ۲۶۱۶۸ دارالفکر بیروت ۸/۲۹۷

شیر سے بھاگتا ہے" صرف اکیلے بخاری ہی کی طرف مشکوٰۃ میں اس کی نسبت کی گئی ہے۔ اسی طرح امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں حدیث مذکور کے ذیل میں لکھا ہے اور اسی طرح اپنی جامع کبیر میں ابتداءً امام سیوطی نے فرمایا۔ درحقیقت اللہ تعالٰی ہی سب کچھ جانتا ہے۔ (ت)

اب بتوفیق اللہ تعالٰی تحقیق حکم سُنئے **اقول** وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) احادیث قسم ثانی تو اپنے افادہ میں صاف صریح ہیں کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، کوئی مرض ایک سے دوسرے کی طرف سرایت نہیں کرتا، کوئی تندرست بیمار کے قریب واختلاط سے بیمار نہیں ہوجاتا، جسے پہلے شروع ہوئی اُسے کس کی اُڑ کر لگی۔ ان متواتر و روشن وظاہر ارشاداتِ عالیہ کو سُن کر یہ خیال کسی طرح گنجائش نہیں پاتا کہ واقع میں تو بیماری اُڑ کر لگتی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے زمانۂ جاہلیت کا وسوسہ اٹھانے کے لئے مطلقاً اس کی نفی فرمائی ہے، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واجلّہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی عملی کارروائی مجذوموں کو اپنے ساتھ کھلانا، ان کا جھوٹا پانی پینا، اُن کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑ کر برتن میں رکھنا، خاص اُن کے کھانے کی جگہ سے نوالہ اُٹھا کر کھانا، جہاں مُنہ لگا کر انھوں نے پیا بالقصد اُسی جگہ مُنہ رکھ کر خود نوش کرنا، یہ اور بھی واضح کر رہی ہے کہ عدوٰی یعنی ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانا محض خیال باطل ہے ورنہ اپنے آپ کو بلا کے لئے پیش کرنا شرع ہرگز روا نہیں رکھتی،

www.alahazratnetwork.org

قال اللہ تعالٰی ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ[1]۔ (اللہ تعالٰی نے فرمایا) آپ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

رہیں قسم اوّل کی حدیثیں، وہ اس درجہ عالیہ صحت پر نہیں جس پر احادیثِ نفی ہیں ان میں اکثر ضعیف ہیں جیسا کہ ہم بیان واشارہ کر آئے اور بعض غایت درجہ حسن ہیں، صرف حدیث اول کی تصحیح ہوسکتی ہے مگر وہی حدیث اس سے اعلٰی وجہ پر جو صحیح بخاری میں آئی خود اُسی میں ابطالِ عدوٰی موجود کہ مجذوم سے بھاگو اور بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، تو یہ حدیث خود واضح فرما رہی ہے کہ بھاگنے کا حکم اس وسوسہ واندیشہ کی بنا پر نہیں، معہذا صحت میں اُس کا پایہ بھی دیگر احادیثِ نفی سے گرا ہُوا ہے کہ اُسے امام بخاری نے مسنداً روایت نہ کیا بلکہ بطور تعلیق،

حیث قال قال عفان وعفان ھذا چنانچہ امام بخاری نے فرمایا عفان نے کہا یہ عفان

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۱۹۵

وان کان من شیوخ البخاری فکثیرا ما یروی عنه بالواسطة کما فی فتح الباری[1] وعدوله عن حدثنا المعتاد له فی جمیع کتابه الی قال لایکون الا لوجه وهذا وان کان وصلا علی طریق ابن الصلاح فلیس المختلف فیه کالمتفق علیه وقد جزم المحقق علی الاطلاق فی باب العنین من فتح القدیر ان البخاری رواه معلقا[2] ثم لعلك تقول مالك حصرت الصحة فی الحدیث الاول الیس فیما ذکرت حدیث اناقد بایعناك فارجع[3] اقول انما یرویه مسلم هکذا حدثنا یحیی بن یحیی انا هشیم ح قال وثنا ابوبکر بن ابی شیبة قال نا شریك بن عبدالله وهشیم بن بشیر عن یعلی بن عطاء عن عمرو بن الشرید عن ابیه رضی الله تعالی عنه[4]

اگرچہ شیوخِ بخاری (اساتذۂ بخاری) میں سے ہے تاہم اس سے بسا اوقات بالواسطہ روایت کرتے ہیں جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے، امام بخاری کا حدثنا (جو تمام کتب میں حسب معمول و حسبِ عادت ہے) چھوڑ کر لفظ قال اختیار کرنا بغیر کسی وجہ کے نہیں ہو سکتا، اگرچہ علامہ ابن الصلاح کے طریقے پر یہ صورت وصل ہے تاہم مختلف فیہ، متفق علیہ کی طرح نہیں۔ محقق علی الاطلاق (ابن ہمام) نے فتح القدیر باب عنین میں اس پر یقین اور وثوق کیا کہ امام بخاری نے اسے معلق روایت کیا ہے پھر شاید آپ کہیں کہ تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ تم نے پہلی حدیث میں صحت کو منحصر (بند) کردیا حالانکہ جو کچھ آپ نے ذکر کیا اس میں یہ حدیث ہے انا قد بایعناك فارجع واپس ہوجاؤ ہم نے تمھیں زبانی بیعت کرلیا۔ **اقول** (میں کہتا ہوں) امام مسلم اسے اس سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں ہم سے یحیی بن یحیی نے بیان کیا اسے ہشیم نے بتایا ح، ہم سے ابوبکر بن شیبہ نے بیان کیا اس نے کہا ہم سے شریک بن عبداللہ اور ہشیم بن بشیر نے بیان کیا اس نے یعلی بن عطاء اس نے عمرو بن شرید اس نے اپنے باپ سے روایت کیا

---

[1] فتح الباری شرح البخاری کتاب الطب باب الحجام مصطفی البابی مصر ۱۲/۲۶۴
[2] فتح القدیر کتاب الطلاق باب العنین مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/۱۳۳
[3] صحیح مسلم کتاب السلام باب اجتناب المجذوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۳۳
[4] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

وقال ابن ماجة حدثنا عمرو بن رافع ثنا هشیم عن یعلی بن عطاء[1] الخ وهشیم بن شریك كلاهما مدلس وقد عنعنا قال فی التقریب هشیم بن بشیر ثقة ثبت كثیر التدلیس والارسال الخفی[2] وقال فی شریك صدوق یخطئ كثیرا تغیر حفظه منذ ولی القضاء بالكوفة[3] وقال فی تهذیب التهذیب قال عبد الحق الاشبیلی كان یدلس وقال ابن القطان كان مشهورا بالتدلیس[4] اھ قال وا یروی له مسلم فی المتابعات[5] اھ كما ھھنا اخرج له بمتابعة ھشیم اما قول من قال ان عنعنة المدلسین فی الصحیحین محمول علی السماع **فاقول** تقلید جامد ولا ننكر تحسین الظن فلیس التخمین كالتبیین اصلا۔

رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ محدث ابن ماجہ نے فرمایا ہم سے عمرو بن رافع نے بیان کیا اس نے کہا ہم سے ہشیم نے بواسطہ یعلٰی بن عطاء بیان کیا الخ، ہشیم اور شریک دونوں مدلس ہیں اور دونوں نے عن عن کے الفاظ سے روایت کی ہے، چنانچہ التقریب میں فرمایا: ہشیم بن بشیر ثقہ ثبت ہے مگر بہت زیادہ تدلیس اور ارسال خفی کرنے والا ہے۔ اور شریک کے متعلق فرمایا: سچا ہے لیکن کثیر الخطا ہے اس کے حافظہ میں تبدیلی آگئی تھی جب سے وہ کوفہ میں قاضی مقرر ہوا۔ تہذیب التہذیب میں کہا کہ عبدالحق اشبیلی نے فرمایا: وہ تدلیس کیا کرتا تھا۔ اور ابن القطان نے فرمایا: وہ تدلیس میں مشہور تھا اھ۔ فرمایا: امام مسلم اس سے متابعات میں روایت کرتے تھے اھ۔ جیسا کہ یہاں ہشیم کی متابعت میں اس سے تخریج فرمائی۔ لیکن جس نے یہ کہا کہ تدلیس کرنے والوں کا بخاری و مسلم میں عن عن کہنا سماع پر محمول ہے **فاقول** (تو میں کہتا ہوں کہ) یہ محض اندھی تقلید ہے اگرچہ ہم حسن ظن کے منکر نہیں تاہم تخمین (اٹکل پچو سے کچھ کہنا) بالکل صاف بیان کرنے کی طرح نہیں ہوسکتا۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

کوئی حدیث ثبوتِ عدوٰی میں نص نہیں، یہ تو متواتر حدیثوں میں فرمایا کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، اور یہ ایک حدیث میں بھی نہیں آیا کہ عادی طور پر اُڑ کر لگ جاتی ہے۔ حدیث چہارم کہ "جذامیوں کو نظر جما کر نہ دیکھو ان کی طرف تیز نگاہ نہ کرو" صاف یہ محمل رکھتی ہے کہ ادھر زیادہ دیکھنے سے تمہیں گھن آئے گی نفرت پیدا ہوگی ان

---

[1] سنن ابن ماجہ ابواب الطب باب الجذام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۱
[2] تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانی تحت حرف الہاء ترجمہ ۷۳۳۸ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۶۹
[3] 〃 〃 〃 〃 〃 تحت حرف الشین المعجمہ ۲۷۹۵ 〃 〃 ۱/۴۱۷
[4] تہذیب التہذیب من اسمہ شریک ترجمہ شریک بن عبداللہ ۵۷۷ دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن بھارت ۴/۳۳۷
[5] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

مصیبت زدوں کو حقیر سمجھو گے، ایک تو یہ خود حضرت عزت کو پسند نہیں پھر اس سے ان گرفتارانِ بلا کو ناحق ایذا پہنچے گی اور یہ روا نہیں۔ علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

(لا تحدوا النظر) لانہ اذی ان لا تعافوھم فتزدروھم او تحتقروھم[1]

(نظریں جما کر جذامیوں کو نہ دیکھو) اس لئے کہ یہ ایذا ہے کہیں تم ان سے گھن نہ کرنے لگو اور انکو عیب دار سمجھتے ہوئے تحقیر نہ کرنے لگو۔ (ت)

علامہ فتنی مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں:

لا تدیموا النظر الی المجذومین لانہ اذا دامہ حقرہ و تاذی بہ المجذوم[2]

نگاہ جما کر جذامیوں کو نہ دیکھو اس لئے کہ یہ ایذا ہے جب کوئی نگاہ جما کر انھیں دیکھے تو انھیں حقیر سمجھے گا اور جذامیوں کو اس طرح تکلیف ہوگی۔ (ت)

حدیث ششم میں کہ اُن ثقفی سے فرمایا: "پلٹ جاؤ تمھاری بیعت ہوگئی" متعدد وجوہ ہیں:

(۱) انھیں مجلس اقدس میں نہ بلایا کہ حاضرین دیکھ کر حقیر نہ سمجھیں۔

(۲) حضار میں کسی کو دیکھ کر یہ خیال نہ پیدا ہو کہ ہم ان سے بہتر ہیں، خود بینی اس مرض سے بھی سخت تر بیماری ہے۔

www.alahazratnetwork.org

(۳) مریض اہلِ مجمع کو دیکھ کر غمگین نہ ہو کہ یہ سب ایسے چین میں ہیں اور وہ بلا میں، تو اس کے قلب میں تقدیر کی شکایت پیدا ہوگی۔

(۴) حاضرین کا لحاظ خاطر فرمایا کہ عرب بلکہ عرب و عجم جمہور بنی آدم بالطبع ایسے مریض کی قربت سے بُرا مانتے ہیں نفرت لاتے ہیں۔

(۵) **اقول** (میں کہتا ہوں۔ ت) ممکن کہ خاطر مریض کا لحاظ فرمایا کہ ایسا مریض خصوصاً نو مبتلا خصوصاً ذی وجاہت مجمع میں آتے ہوئے شرماتا ہے۔

(۶) **اقول** ممکن کہ مریض رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہاتھوں سے رطوبت نکلتی تھی تو نہ چاہا کہ مصافحہ فرمائیں، غرض واقعہ حال محل صد گونہ احتمال ہوتا ہے حجت عام نہیں ہوسکتا۔ مجمع البحار میں ہے:

ارجع فقد بایعناک انما مرادہ

واپس چلے جاؤ بے شک میں نے تمھیں (زبانی)

---

[1] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث لا تحدوا النظر الی مجذومین مکتبہ امام شافعی الریاض ۲/ ۴۹۱

[2] مجمع بحار الانوار تحت حرف الجیم تحت لفظ "جذام" مکتبہ دار الایمان مدینہ منورہ ۱/ ۳۳۶

لئلا ینظر الیہ اصحابہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیزدرونہ ویرون لانفسھم علیہ فضلا فیدخلھم العجب او لئلا یحزن المجذوم بروٴیۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واصحابہ وما فضلوا بہ فیقل شکرہ علی بلاء اللہ تعالٰی[1]

بیعت کرلیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جذامی شخص کو لوٹا دیا تاکہ حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام اسے دیکھ کر کہیں حقیر اور گھٹیا نہ سمجھنے لگیں اور اپنے آپ کو اس پر ترجیح نہ دینے لگیں۔ اس طرح ان میں خود بینی پیدا ہو جائے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ ذی شان کو اور ان کے فضل وشرف کو دیکھنے سے کہیں جذامی غمگین نہ ہو، پھر اللہ تعالٰی کی مصیبت اور بلا پر اس کے جذباتِ شکر میں کمی نہ آجائے۔ (ت)

حدیث ہفتم کہ بچھونا لپیٹنے کو فرمایا **اقول** (میں کہتا ہوں۔ ت) ممکن کہ اس لئے فرمایا ہو کہ مریض کے پاؤں سے رطوبت نہ ٹپکے۔

حدیث ہشتم کہ اگر کوئی بیماری اُڑ کر لگتی ہو تو جذام ہے۔ "اگر" کا لفظ خود بتا رہا ہے کہ اُڑ کر لگنا ثابت نہیں۔ تیسیر میں ہے:

www.alahazratnetwork.org

قولہ ان کان دلیل علی ان ھذا الامر غیر محقق عندہ[2] اھ **اقول** حملہ علی الشک وما کان ینبغی وانما حقہ ان نقول قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان کان فی شئ من ادویتکم خیر ففی شرطۃ محجم او شربۃ من عسل الحدیث رواہ احمد والشیخان[3] والنسائی عن جابر

گزشتہ حدیث میں حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد حرف "اِن" اس بات کی دلیل ہے کہ یہ امر آپ کے نزدیک ثابت اور محقق نہیں اھ۔ **اقول** (میں کہتا ہوں۔ ت) اس کو شک پر محمول کرنا ہرگز مناسب نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ ہم یوں کہیں کہ حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: (لوگو!) اگر تمہاری کسی دوا اور علاج میں خیر ہو تو پچھنے لگوانے اور شہد پینے میں ہے (الحدیث) امام احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت جابر

---

[1] مجمع بحار الانوار حرف الجیم تحت لفظ "جذام" مکتبہ دار الایمان مدینہ منورہ ۱/۳۳۶

[2] تیسیر شرح جامع صغیر تحت حدیث ان کان شئ من الدار الخ مکتبہ امام شافعی ریاض ۱/۳۷۳

[3] صحیح بخاری کتاب الطب باب الدواء بالعسل قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۴۸

صحیح مسلم کتاب السلام باب لکل داء دواء " " " ۲/۲۲۵

رضی اللہ تعالٰی عنہ ولا شك ان فی العسل خیرا کما نطق به القرآن العزیز وفی الحجامة ایضا کما دل علیه المستفیض من الاحادیث القولیة والفعلیة وقال صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لوکان شئ سابق القدر لسبقته العین رواہ احمد[1] ومسلم والترمذی عن ابن عباس و احمد والترمذی وابن ماجة بسند صحیح عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالٰی عنهم لا شك ان القدر لا یسبقه شئ فاذا ثبت الوجهان فی امثال المقال جاء الاحتمال فبطل الاستدلال۔

رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ بلاشبہہ شہد کے استعمال کرنے میں خیر ہے جیسا کہ قرآن عزیز اس پر ناطق ہے اور پچھنے لگانے میں بھی خیر ہے جیسا کہ مشہور قولی اور فعلی حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اگر کوئی چیز قضا و قدر سے آگے بڑھ جاتی تو نظرِ بد آگے بڑھ جاتی۔ امام احمد، مسلم، ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے اس کو روایت کیا، نیز امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے بسندِ صحیح اسماء دختر عمیس سے اسے روایت کیا ہے (اللہ تعالٰی ان سب سے راضی ہو) اس میں کوئی شک و شبہہ نہیں کہ تقدیر سے کوئی چیز آگے نہیں ہوسکتی، پھر جب وہ وجوہات اس قسم کی گفتگو میں ثابت ہوگئیں تو کلام میں احتمال پیدا ہوگیا (لہذا احتمال کے ہوتے ہوئے) استدلال باطل ہوگیا۔ (ت)

رہا اس وادی سے جلد گزر جانا **اقول** (میں کہتا ہوں۔ ت) اس میں وہ پانچ وجوہ پیشین جاگزیں جو حدیث ششم کے بارہ میں گزریں فافهم (لہذا اس کو اچھی طرح سمجھ لیجئے۔ ت) حدیث نہم کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اُن بی بی کو منع فرمایا **اقول** وہاں بھی چار وجہ اولیں جاری کما لا یخفی بادنٰی تأمل (جیسا کہ معمولی غور و فکر کرنے سے یہ بات پوشیدہ نہیں رہتی۔ ت)، حدیث یازدہم و دوازدہم کا فقرہ کہ امیر المومنین نے معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے فرمایا دوسرا ہوتا تو مجھ سے ایک نیزے کے فاصلہ پر بیٹھتا **اقول** انھیں حدیثوں میں ہے کہ اُن کو اپنے ساتھ کھلایا، اگر یہ امر عدوٰی کا سبب عادی ہوتا تو اہل فضل کی خاطر سے اپنے آپ کو معرضِ بلا میں ڈالنا روا نہ ہوتا۔ اور تیرھویں حدیث نے تو خوب

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل عن اسماء بنت عمیس المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۴۳۸
صحیح مسلم کتاب السلام باب الطب والمرض الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۲۰
سنن ابن ماجہ ابواب الطب باب من استرقی الحمین ص ۲۵۹

ظاہر کردیا کہ امیر المومنین خیال عدوٰی کی بیخ کنی فرماتے تھے نری خاطر منظور تھی تو اس شدت مبالغہ کی کیا حاجت ہوتی کہ پانی انھیں پلاکر اُن کے ہاتھ سے لے کر خاص اُن کے مُنہ رکھنے کی جگہ پر منہ لگا کر خود پیتے، معلوم ہوا کہ عدوٰی بے اصل ہے تو اس فرمانے کا منشاء مثلاً یہ ہو کہ ایسے مریض سے تنفر انسان کا ایک طبعی امر ہے آپ کا فضل اس پر حامل ہے کہ وہ تنفر مضمحل و زائل ہوگیا دوسرا ہوتا تو ایسا نہ ہوتا۔ حدیث سی ویکم کہ تندرست جانوروں کے پاس بیمار نہ لائے جائیں **اقول** (میں کہتا ہوں۔ ت) اس کی وجہ خود حدیث مؤطائے امام مالک وسنن بیہقی نے ظاہر کردی کہ یہ صرف لوگوں کے بُرا ماننے کے لحاظ سے ہے ورنہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، ولہذا ہم نے اس حدیث کو احادیثِ قسم اول میں شمار بھی نہ کیا۔ اب نہ رہیں مگر پانچ حدیثیں اول دوم سوم پنجم دہم **اقول** قطع نظر اس سے کہ ان میں دوم کی سند واہی اور سوم کی خود حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے جن کی طرف وہ نسبت کی جاتی تھی تکذیب فرمائی، اور دہم کہ امیر المومنین سے ایک صحابی جلیل القدر منجملہ اصحابِ بدر و مہاجرین سابقین اوّلین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کی نسبت اُس کا صدور سخت مستبعد تھا، متعدد حدیثوں نے اس کا خلاف ثابت کردیا جیسا کہ امیر المومنین سے مظنون تھا کما سبق ذلك كله فهذا منقطع باطنا ومعلول غير مقبول (یہ سب کچھ پہلے گزر چکا ہے لہذا یہ اندرونی طور پر منقطع، معلول غیر مقبول ہے۔ ت) اُن میں کسی کا حاصل حدیث اول کے حاصل سے کچھ زائد نہیں اور اُن میں وہی صحیح یا حسن ہے تو اُسی کی طرف توجہ کافی۔ علماء کے لئے یہاں متعدد طریقے ہیں:

اوّل اُس کے ثبوت میں کلام بہ طریقہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا ہے جیسا کہ حدیث ہفدہم میں گزرا۔

اقول طريقتها رضي الله تعالى عنها معروفة في امثال الاحاديث التي ترد على خلاف ما عندها من العلم القطعي المستند الى القرآن العظيم او السماع الشفاهي من حبيب الكريم صلى الله تعالى عليه وسلم ان تنسب راويها الى السهو والوهم في السماع والفهم كما قالت في حديث امير المومنين عمر

اقول (میں کہتا ہوں) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا طریقہ کار اس قسم کی حدیثوں کے رَد میں جو اس علم قطعی کی بناء پر جو ان کے نزدیک ثابت شدہ ہے یہ ہے کہ جس کی سند قرآن عظیم یا حضور کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے بالمشافہ سماع پر ہے مشہور و معروف ہے کہ سماع و فہم میں راوی کی طرف سہو و وہم کی نسبت کرتی ہیں جیسا کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے

www.alahazratnetwork.org

رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان المیت لیعذب ببعض بکاء اھلہ علیہ، یرحم اللہ عمر لا واللہ ما حدث رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان اللہ یعذب المومن ببکاء اھلہ ولکن اللہ تعالٰی یزید الکافر عذابا ببکاء اھلہ علیہ وقالت حسبکم القرآن ولا تزر وازرۃ وزر اخرٰی رواہ الشیخان[1] وقالت یغفر اللہ لابی عبدالرحمٰن تریدابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھم فانہ ایضا روی الحدیث کابیہ اما انہ لم یکذب ولکنہ نسی انما مر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی یھودیۃ یبکی علیھا فقال انھم لیبکون علیھا وانھا لتعذب فی قبرھا[2] رویاہ ایضا وفی لفظ امر واللہ ما تحدثون ھذا الحدیث عن الکاذبین ولکن السمع یخطی وان لکم

حضور اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت فرمائی کہ آپ نے ارشاد فرمایا بعض دفعہ میت پر گھر والوں کے رونے سے اسے عذاب دیا جاتا ہے۔ مائی صاحبہ نے فرمایا اللہ تعالٰی عمر (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں یہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نہیں کہ گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے بلکہ حدیث یوں ہے کہ اللہ تعالٰی کافر کے عذاب میں اضافہ فرمادیتا ہے جبکہ اس کے گھر والے اس پر روئیں۔ چنانچہ مائی صاحبہ نے فرمایا اس بارے میں تمھیں قرآن مجید کافی ہے (چنانچہ ارشاد ربانی ہے) کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ بخاری ومسلم نے اسے روایت کیا ہے اور ام المومنین نے ارشاد فرمایا اللہ تعالٰی ابوعبدالرحمٰن یعنی عبداللہ ابن عمر کو معاف کرے کہ انھوں نے بھی اپنے والد گرامی کی طرح حدیث روایت کر دی۔ سُن لو انھوں نے جھوٹ نہیں کیا البتہ وہ بھول گئے (اصل واقعہ) یہ تھا کہ حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک مردہ یہودیہ کے پاس سے گزرے کہ جس پر رویا جارہا تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ اس پر گریہ وبکا کر رہے ہیں مگر اس کو قبر میں عذاب دیا جارہا ہے۔ بخاری ومسلم دونوں نے اس کو روایت

---

[1] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۷۲
صحیح مسلم کتاب الجنائز " " " ۱/۳۰۳

[2] صحیح البخاری کتاب الجنائز ۱/۱۷۲ و صحیح مسلم کتاب الجنائز ۱/۳۰۳

www.alahazratnetwork.org

فی القرآن مایشفیکم ان لاتزر وازرۃ وزر اخری و لکن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ان اللہ عزوجل لیزید الکافر عذابا ببعض بکاء اھلہ علیہ رواہ الامام الطحاوی[1] وقالت فی حدیثھما ایضا اعنی امیر المؤمنین وابنہ عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنھم ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فی قتلٰی بدر والذی نفسی بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منھم[2] رواہ ایضا انما قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انھم لیعلمون الان ماکنت اقول لھم حق وقد قال اللہ تعالٰی انک لاتسمع الموتٰی رواہ البخاری[3] ولما بلغھا حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان

کیا ہے۔ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: سن لو، خدا کی قسم یہ حدیث تم جھوٹوں سے نہیں روایت کرتے لیکن سننے میں بھی غلطی لگ جاتی ہے اور تمہارے لئے قرآن مجید میں تمہاری شفاء کے اسباب موجود ہیں کہ کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اٹھائیگی لیکن حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالٰی (مرنے والے) کافر کے عذاب کو اس کے بعض گھر والوں کے رونے کی وجہ سے بڑھا دیتا ہے۔ امام طحاوی نے اسے روایت کیا ہے، ام المومنین نے ان دونوں کی حدیث کے متعلق ارشاد فرمایا (ان دونوں سے مراد امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ اور ان کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں) حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بدر بودار کفار مقتولین بدر کے متعلق ارشاد فرمایا اس پروردگار کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے جو کچھ میں ان سے فرما رہا ہوں تم ان سے زیادہ نہیں سنتے، نیز دونوں نے اس کو روایت فرمایا (یہاں بھی ام المومنین نے یہ ارشاد فرمایا) نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تو یہ ارشاد فرمایا تھا۔ اب وہ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ حق ہے جو میں ان سے کہتا تھا۔ حالانکہ بلاشبہہ اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا یقیناً آپ مُردوں کو

www.alahazratnetwork.org

---

[1] شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الکراہۃ باب البکاء علی المیت الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۴۰۶

[2] صحیح البخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۵۶۶

[3] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی عذاب القبر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۸۳

النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ان الطیرۃ فی المرأۃ والدار والفرس فغضبت غضبا شدیدا وقالت والذی نزل القرآن علٰی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ما قالہا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انما قال اھل الجاھلیۃ کانوا یتطیرون من ذٰلک رواہ الطحاوی[1] وابن جریر عن قتادۃ عن ابی حسان ورواہ ایضا الحاکم والبیہقی وما ذٰلک الا لان العلم عندھا من النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی خلاف ذٰلک فقد قالت کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یبغض الطیرۃ ویکرھہا رواہ الامام الطحاوی[2] وروی ایضا انہ قیل لعائشۃ ان ابا ھریرۃ یقول لان یمتلی جوف احدکم قیحا خیر لہ من ان یمتلئ شعرا فقالت یرحم اللہ ابا ھریرۃ حفظ اول الحدیث

نہیں سنا سکتے۔ امام بخاری نے اس کو روایت کیا ہے۔ (یونہی) جب ام المومنین کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث پہنچی کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت، گھر اور گھوڑے میں نحوست ہے۔ تو آپ بہت زیادہ غضبناک ہوئیں اور فرمایا: اس خدا بزرگ و برتر کی قسم جس نے محمد کریم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم پر مقدس قرآن نازل فرمایا کہ حضور پاک نے اس طرح نہیں ارشاد فرمایا بلکہ یوں ارشاد فرمایا کہ دورِ جاہلیت والے ان چیزوں سے نحوست اور بدشگونی لیتے تھے۔ امام طحاوی و ابن جریر نے بواسطہ قتادہ بواسطہ ابوحسان اسے روایت کیا ہے نیز حاکم اور بیہقی نے اسے روایت کیا ہے۔ رہا یہ کہ ام المومنین ایسا کیوں کرتی تھیں اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے انھیں جو یقینی علم حاصل تھا وہ مذکورہ روایتی الفاظ کے خلاف تھا۔ بلاشبہ حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم بدشگونی اور نحوست کے تصور کو مبغوض خیال فرماتے اور ناپسند کرتے تھے۔ امام طحاوی نے اسے روایت فرمایا اور یہ بھی روایت فرمایا کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ سے کہا گیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں تم میں سے کسی کے پیٹ کا پیپ سے بھر جانا بنسبت اشعار سے بھر جانے کے بہتر ہے،

---

[1] شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الکراہیۃ باب الاجتناب من ذی دار الطاعون ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۴۱۹

[2] " " " " " باب الاجتناب من ذی دار الطاعون " " " " ۲/۴۱۸

ولم يحفظ أخره ان المشركين كانوا يهاجون رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم فقال لان يمتلئ جوف احدكم قيحا خير له من ان يمتلئ شعرا من مهاجاة رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم[1] اھ ذٰلك لانها سمعت النبی صلى الله تعالٰى عليه وسلم يقول ان من الشعر لحكمة[2] وسمعته صلى الله تعالٰى عليه وسلم يتمثل بشعر ابن رواحة رضی الله تعالٰى عنه وربما قال صلى الله تعالٰى عليه وسلم هذا البيت و يأتيك بالاخبار من لم تزود روى الكل الطحاوی[3] كذٰلك قالت ههنا لسماعها منه صلى الله تعالٰى عليه وسلم لاعدوٰى فمن اعدى الاول والسبب فی ذٰلك ما اشرنا

تو ام المومنین نے یہاں بھی فرمایا اللہ تعالٰی ابوہریرہ پر رحم فرمائے کہ انھیں حدیث کا پہلا حصہ یاد رہا اور آخری حصہ محفوظ نہ رہا (اصل واقعہ یہ تھا) مشرکین رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مذمت کیا کرتے اور آپ کے خلاف بدگوئی سے کام لیتے تھے تو اس بارے میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جاتا تو اس کے لئے بہتر تھا بنسبت حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کی ہجو اور مذمت والے اشعار سے بھرنے کے اھ اور یہ اس لئے فرمایا کہ ام المومنین نے حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے خود سُنا تھا کہ آپ نے فرمایا بعض اشعار حکمت پر مبنی ہوتے ہیں یا حکمت والے ہوتے ہیں، اور یہ بھی سُنا تھا کہ آپ ابنِ رواحہ کے اشعار پڑھا کرتے تھے (اللہ تعالٰے ان سے راضی ہو) اور کبھی آپ نے یہ شعر بھی پڑھا و یأتیك بالاخبار من لم تزود یعنی تیرے پاس وہ شخص خبریں لائے گا جس کو تُو نے توشہ نہ دیا، سب کو امام طحاوی نے روایت کیا ہے، یہاں بھی اسی طرح مائی صاحبہ نے ارشاد فرمایا اس لئے کہ خود حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے یہ سُنا تھا کسی مرض میں تعدیہ اور تجاوز نہیں ورنہ پہلے مریض کو

---

[1] شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الکراھیۃ باب روایۃ الشعر الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۴۰۸

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۲/۴۰۹

[3] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

الیہ من ان اخبار الاحاد لاتعارض ماعندھا من القطعی فماوقع من العلامۃ ابی الفرج ابن الجوزی حیث ذکر فی حدیث الشوم فی ثلث ان عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا قد غلظت علی من روی ھذا الحدیث وقالت انما کان اھل الجاھلیۃ یقولون الطیرۃ فی المرأۃ والدار والدابۃ ثم قال وھذا ردلصریح خبر رواتہ ثقات الخ کما نقلہ الامام العینی فی عمدۃ القاری[1] منشؤہ الغفلۃ عن النکتۃ التی ذکرتھا ثم قولہ وقالت انما کان اھل الجاھلیۃ یقولون الخ **اقول** ماقالتہ بل روتہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما ھو صریح نص روایۃ الطحاوی ومن ذکرنا جمیعا وای ثقۃ اوثق منھا رضی اللہ تعالٰی عنھا۔

کیسے اُڑ کر لگ گیا اور اس کا سبب وہی ہے جس کی طرف ہم اشارہ کر آئے ہیں کہ اخبار احاد اس علم قطعی کا تعارض نہیں کرسکتیں جو مائی صاحبہ کے پاس تھا علامہ ابوالفرج ابن جوزی سے (مائی صاحبہ کے متعلق) جو کچھ واقع ہوا اس کا منشأ اس نکتہ سے غفلت ہے جو مائی صاحبہ نے ذکر فرمایا (اس کی تفصیل یہ ہے) چنانچہ علامہ ابن جوزی نے ذکر فرمایا کہ حدیث میں تین چیزوں کی نحوست کا ذکر آیا ہے، عورت، گھر، چوپایہ۔ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس پر شدت اختیار کی جس نے یہ روایت حدیث بیان کی، اور فرمایا کہ اہل جاہلیت یہ کہا کرتے تھے کہ عورت، گھر اور چوپائے میں نحوست ہوا کرتی ہے۔ پھر ابن جوزی نے کہا لیکن یہ تو اس حدیث کا صراحتاً رد ہے کہ جس کو ثقہ اور مستند راویوں نے روایت کیا ہے، جیسا کہ امام عینی نے اس کو نقل فرمایا ہے۔ پھر علامہ ابن جوزی کا یہ کہنا کہ مائی صاحبہ نے فرمایا اہل جاہلیت کہا کرتے تھے الخ **اقول** (میں کہتا ہوں) مائی صاحبہ نے خود تو یہ نہیں فرمایا بلکہ خود حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمائی جیسا کہ وہ روایت طحاوی اور ہمارے ذکر کردہ ان سب لوگوں کی صریح نص ہے۔ اور کون سا ثقہ مائی صاحبہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے زیادہ ثقاہت رکھتا ہے۔ (ت)

دوم مجذوم وغیرہ سے بھاگنے کی حدیثیں منسوخ ہیں، احادیث نفی عدوٰی نے انھیں نسخ کردیا، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں امام قاضی عیاض سے منقول:

ذھب عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ وجماعۃ من

حضرت عمر فاروق اور سلف کا ایک گروہ اس طرف

---

[1] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری بحوالہ ابن الجوزی کتاب الطب باب الطیرۃ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۱/ ۲۷۳

السلف الی الاکل معہ وان الامر باجتنابہ منسوخ وممن قال بذٰلک عیسٰی بن دینار من المالکیۃ اھ[1] وردہ الامام النووی بوجہین احدھما ان النسخ یشترط فیہ تعذر الجمع بین الحدیثین ولم یتعذر بل قد جمعنا بینھما والثانی انہ یشترط فیہ معرفۃ التاریخ و لیس ذٰلک موجودا ھٰھنا[2] **اقول** نص القاضی ان امیر المومنین کان یراہ منسوخا فانکان ھذا عن روایۃ کما ھو ظاھر اللفظ لم یرد علیہ شئ من الوجہین لان الامیر المومنین لا یقول بہ الا عن علم و بعدہ لا مساغ للجمع وان امکن باسھل وجہ نعم ان ذکرہ القاضی ظنا منہ فالوجہان وجیھان **اقول** وثالثھما ما روینا فی الحدیث الثانی والثلثین حیث جمع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کلا الکلامین فی نسق واحد فاین النسخ لاسیما

گئے ہیں کہ جذامی شخص کے ساتھ کھانا جائز ہے اور اس سے بچنے کا حکم منسوخ ہے۔ اور جن لوگوں نے یہ کہا ان میں عیسٰی ابن دینار مالکی ہیں اھ لیکن امام نووی نے اسے دو وجہوں سے رد کیا ہے ایک وجہ یہ ہے کہ نسخ کے لئے شرط یہ ہے کہ دو حدیثیں جمع نہ ہوسکیں اور یہاں جمع میں کوئی دشواری نہیں بلکہ ہم نے دونوں حدیثوں کو جمع کردیا ہے، دوسری وجہ یہ کہ نسخ میں شرط ہے کہ تاریخ معلوم ہو (تاکہ پہلی کو منسوخ اور دوسری کو ناسخ قرار دیں) اور یہاں یہ موجود نہیں **اقول** (میں کہتا ہوں) امام قاضی عیاض نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ امیر المومنین حدیث مذکور کو منسوخ سمجھتے تھے۔ اگر یہ بات روایت سے ہے جیسا کہ الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے تو پھر دونوں وجہیں اس پر وارد نہیں ہوسکتیں اس لئے کہ امیر المومنین بغیر علم کے ایسا نہیں فرماسکتے۔ اور نسخ کے بعد جمع کی گنجائش نہیں اگرچہ کسی زیادہ آسان وجہ سے ممکن ہو۔ ہاں اگر قاضی عیاض نے یہ (دعوٰی نسخ) اپنے گمان سے ذکر کیا ہو تو پھر دونوں وجہیں وجیہہ ہیں اور ان دونوں کے علاوہ تیسری وجہ وہ جس کو ہم نے بتیسویں حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دونوں کلاموں کو ایک ترتیب (نسق واحد) میں جمع فرمایا پھر نسخ کہاں ہے چنانچہ

www.alahazratnetwork.org

---

[1] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری بحوالہ ابن الجوزی کتاب الطب باب الجذام ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۱/ ۲۴۷

[2] شرح صحیح مسلم للنووی کتاب السلام باب لاعدوٰی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۰

وقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاعدوٰی مقدم فیہ علی وفرمن المجذوم وما کان لصدر الکلام ان ینسخ اٰخرہ۔

خصوصاً حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد "لاعدوٰی" "وفرمن المجذوم" سے مقدم ہے اور صدر کلام کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ وہ آخرِ کلام کو منسوخ کردے۔ (ت)

سوم بھاگنے کا حکم اس لئے ہے کہ وہاں ٹھہریں گے تو ان پر نظر پڑے گی اور اس سے وہ مفاسد عُجب وتحقیر وایذا پیدا ہوں گے جن کا ذکر گزرا۔ عمدۃ القاری میں ہے:

قال بعضھم الخبر صحیح وامرہ بالفرار منہ لنھیہ عن النظر الیہ[1] اھ مافی العینی **اقول** ولایحتملہ الحدیث الخامس و نظراؤہ مما فیہ الامران یکونوا فیھم بفصل رمح اورمحین۔

بعض اہلِ علم نے فرمایا حدیث صحیح ہے اور جذامی آدمی سے دُور بھاگنے کا حکم اس لئے دیا گیا کہ اس کی طرف دیکھنے کی ممانعت ہے۔ جو کچھ عینی میں ہے وُہ پورا ہوگیا ہے **اقول** (میں کہتا ہوں) پانچویں حدیث اور اس کی امثال اس کا احتمال نہیں رکھتیں اس لئے کہ ان میں یہ امر ہے کہ ان جذامیوں سے ایک یا دو نیزے دور رہیں۔ (ت)

چہارم امر فرار اس لئے ہے کہ اس کی بدبو وغیرہ سے ایذا نہ پائیں۔ شرح صحیح مسلم للنووی میں ہے:

قیل النھی لیس للعدوٰی بل للتاذی بالرائحۃ الکریھۃ ونحوھا[2] اھ **اقول** وھذا ظاھر البعد فافھم۔

کہا گیا کہ نہی تعدیہ مرض کے لئے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ ان کی بدبو وغیرہ سے ایذا نہ ہو اھ **اقول** (میں کہتا ہوں) یہ بظاہر بعید ہے لہذا اس کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ (ت)

پنجم قول مشہور ومذہب جمہور ومشرب منصور کہ دوری وفرار کا حکم اس لئے ہے کہ اگر قرب واختلاط رہا اور معاذاللہ قضا وقدر سے کچھ مرض اسے بھی حادث ہوگیا تو ابلیس لعین اس کے دل میں وسوسہ ڈالے گا کہ دیکھ بیماری اُڑ کر لگ گئی۔ یہ اوّل تو ایک امر باطل کا اعتقاد ہوگا اسی قدر فساد کے لئے کیا کم تھا پھر متواتر حدیثوں میں سُن کر کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صاف فرمایا ہے بیماری اُڑ کر نہیں لگتی یہ وسوسہ دل میں جمنا سخت خطرناک وہائل ہوگا، لہذا ضعیف الیقین لوگوں کو اپنا دین بچانے کے لئے دُوری

---

[1] عمدۃ القاری کتاب الطب باب الجذام ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۱/ ۲۴۷

[2] شرح صحیح مسلم للنووی کتاب السلام باب لاعدوٰی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۴۰

بہتر ہے، ہاں کامل الایمان وہ کرے جو صدیق اکبر و فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما نے کیا اور کس قدر مبالغہ کے ساتھ کیا اگر عیاذاً باللہ کچھ حادث ہوتا اُن کے خواب میں بھی خیال نہ گزرتا کہ یہ عدوائے باطلہ سے پیدا ہوا ان کے دلوں میں کوہ گراں شکوہ سے زیادہ مستقر تھا کہ لن یصیبنا الا ماکتب اللہ لنا[1] (ہمیں ہرگز کچھ پہنچتا (یا پہنچ سکتا) سوائے اس کے جو اللہ تعالٰی نے ہمارے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ ت) بے تقدیر الٰہی کچھ نہ ہوسکے گا، اُسی طرف اس قول وفعل حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ اپنے ساتھ کھلایا اور کل ثقۃ باللہ وتوکلاً علیہ ((ایک جذامی سے آپ نے فرمایا) اللہ تعالٰی پر اعتماد اور بھروسا کرتے ہوئے (ہمارے ساتھ) کھائیے۔ ت) فرمایا۔ امام اجل امین، امام الفقہاء، وامام المحدثین، وامام اہل الجرح والتعدیل، وامام اہل التصحیح والتعلیل، حدیث وفقہ دونوں کے حاوی سیدنا امام ابوجعفر طحاوی شرح معانی الآثار شریف میں دربارۂ نفی عدوٰی احادیث سعد بن مالک وعلی مرتضٰی وعبداللہ بن عباس وابی ہریرہ وعبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عمرو وجابر بن عبداللہ وانس بن مالک وسائب بن یزید وابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہم روایت کرکے فرماتے ہیں:

فقد نفی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم العدوٰی وفی ھذہ الآثار وقد قال فمن اعدی الاول اعلما کان ما اصاب الاول انما کان بقدر اللہ عزوجل کان ما اصاب الثانی کذٰلک فان قال قائل فنجعل ھذا مضادا لما روی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا یورد ممرض علی مصح کما جعلہ ابوھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ **قلت** لا ولکن یجعل قولہ لا عدوٰی کما قال النبی صلی اللہ

بیشک حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان آثار میں (احادیث) تعدیہ مرض کی نفی فرمائی، چنانچہ آپ کا ارشاد ہے کہ پہلے مریض کو کیسے تعدیہ مرض ہوا بلکہ اللہ تعالٰی عزوجل کی تقدیر سے لاحق ہوا۔ اس لئے دوسرے کو بھی جو کچھ پہنچا اسی طرح پہنچا، اگر کوئی قائل یوں کہے کہ ہم اس کو اس حدیث کے متضاد قرار دیتے ہیں جو حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مروی ہے کہ کوئی مریض کسی تندرست آدمی کے پاس نہ جائے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہی کہا ہے۔ **قلت** (میں کہتا ہوں کہ) ہم ایسا نہیں کرتے بلکہ ان کے ارشاد لاعدوٰی کو لیتے ہیں جیسا کہ

www.alahazratnetwork.org

---

[1] القرآن الکریم ۹/۵۱

تعالیٰ علیہ وسلم نفی العدوی ان یکون ابدا و یجعل قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لایورد ممرض علی مصح علی الخوف منہ ان یورد علیہ فیصیبہ بقدر اللہ تعالیٰ ما اصاب الاول فیقول الناس اعداہ الاول فکرہ ایراد المصح علی الممرض خوف ھذا القول، وقد روینا عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی ھذہ الاٰثار ایضا وضعہ ید المجذوم فی القصعۃ فدل فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایضا علی نفی الاعداء لانہ لوکان الاعداء مما یجوز ان یکون اذا لما فعل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما یخاف ذلک منہ لان فی ذلک جرا التلف الیہ وقد نھی اللہ عزوجل عن ذلک فقال ولا تقتلوا انفسکم ومر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھدف مائل فاسرع فاذا کان یسرع من الھدف المائل مخافۃ الموت فکیف یجوز علیہ ان یفعل ما یخاف منہ الاعداء فھذا معنی ھذہ الاٰثار عندنا واللہ تعالیٰ اعلم[1] ملتقطا۔

حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو تعدیہ مرض کی ہمیشہ نفی ہوگی اور ہم حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد "کوئی مریض کسی تندرست پر نہ وارد ہو" کی بنیاد اس اندیشہ پر رکھتے ہیں کہ مریض کبھی کبھار صحت مند اور تندرست کے پاس جائے اور پھر تندرست کو تقدیر الٰہی سے وہی مرض لاحق ہو جائے جس میں مریض مبتلا ہو چکا ہو تو لوگ کہیں گے کہ پہلے کا مرض (بطور تجاوز) اس میں سرایت کر گیا ہے تو پھر اس کہنے کے اندیشہ سے کسی تندرست کا مریض کے پاس جانا یا اس کا الٹ ناپسند کیا گیا اور ہم نے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے ان آثار میں روایت کی کہ آپ نے خود جذامی کا ہاتھ پکڑ کر کھانے کے پیالے میں رکھا، اس طرح رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا مبارک عمل بھی تعدیہ مرض کی نفی کی دلیل ہے۔ اگر تعدیہ مرض کسی طرح امکان رکھتا تو نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کبھی ایسا خطرناک کام (جذامی کو اپنے ساتھ کھانا کھلانے والا) نہ کرتے کیونکہ اس میں ایذا کو اپنی طرف کھینچ کر لانا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر نے اس سے منع فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے، (لوگو!) اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ایک جھکے ہوئے (گرنے والے) ٹیلے کے پاس سے گزرے تو گزرنے میں جلدی سے کام لیا۔ جب آپ نے گرنے والے ٹیلے سے گزرتے ہوئے اس

---

[1] شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الکراہیۃ باب الاجتناب من ذی دار الطاعون الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۴۱۷

www.alahazratnetwork.org

خطرے کے پیشِ نظر کہ کہیں اس کے گر پڑنے سے ہلاکت نہ ہوجائے آپ نے جلدی فرمائی، تو پھر آپ کے لئے کیسے روا ہے کہ آپ وہ کام کریں کہ جس سے تعدیہ مرض کا اندیشہ اور خطرہ رہے۔ پھر ہمارے نزدیک ان آثار کا یہ مفہوم ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم ملتقطا۔ (ت)

عمدۃ القاری میں ہے:

التوفیق بین الحدیثین بما قالہ ابن بطال و ھو ان لاعدوی اعلام بانھا لاحقیقۃ لھا واما النھی فلئلا یتوھم المصح ان مرضھا من اجل ورود المرضی علیھا فیکون داخلا بتوھمہ ذٰلک فی تصحیح ما ابطلہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من العدوٰی[1]

دونوں حدیثوں میں موافقت ابن بطال کے قول کے مطابق یہ ہے کہ لاعدوٰی کسی مرض میں تجاوز کیلئے نہیں بلکہ اس بات کا اعلان ہے کہ تعدیہ مرض کی کوئی حقیقت نہیں، رہا یہ کہ پھر ایسے مریضوں کے ساتھ میل جول سے کیوں روکا گیا، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تندرست آدمی کو اگر مریض کے پاس آمدورفت کے دوران وہی مرض لگ گیا تو اس کے دل میں وہم پیدا ہوجائے گا کہ اسے یہ مرض مریض ہی سے لگا ہے اور پھر وہ اس وہم سے تعدیہ مرض کی صحت کا قائل ہوجائے گا کہ جس کا خود حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ابطال فرمایا۔ (ت)

ماثبت بالسنۃ میں جامع الاصول سے ہے:

یقال اعدی المرض اذا اصابہ مثلہ لمقارنتہ ومجاورتہ اومؤاکلتہ ومباشرتہ و قد ابطلہ الاسلام[2]

کہا جاتا ہے اعدی المرض یعنی مرض تجاوز کرگیا جبکہ کسی مریض کے ساتھ میل جول اور اسکے ساتھ کھانے پینے اور مباشرت سے کسی تندرست آدمی کو اسی جیسا مرض لگ جائے (تو اس وقت یہ کہا جاتا ہے کہ مریض کا مرض اُڑ کر فلاں تندرست آدمی کو لاحق ہوگیا ہے) حالانکہ اسلام نے تعدیہ مرض کا ابطال کیا ہے۔ (ت)

اُسی میں مشارق الانوار امام قاضی عیاض سے ہے:

العدوی ما کانت تعتقدہ الجاھلیۃ من تعدی داء ذی الداء الی من یجاورہ

تعدیہ مرض جس کا اعتقاد اہلِ جاہلیت رکھتے تھے کہ کسی مریض کا مرض اس شخص تک تجاوز کرجاتا

---

[1] عمدۃ القاری شرح البخاری کتاب الطب باب لاھامۃ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۱/ ۲۸۸

[2] ماثبت بالسنۃ مترجم ذکر شہر صفر ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم لاہور ص ۵۲

ویلاصقه ممن لیس به داء فنفاه الشرع وقوله صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاعدوی یحتمل النھی عن قول ذٰلك واعتقاده و النفی لحقیقة ذٰلك کما قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایعدی شئ شیئا وقوله فمن اعدی الاول وکلاھما مفھوم من الشرع[1]۔

اور پہنچ جاتا ہے جو اس مریض سے قرب اور اتصال رکھے باوجودیکہ اس میں پہلے کوئی مرض نہ تھا پس شریعت نے اس اعتقاد کی نفی فرمائی ہے، حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا ارشاد لاعدوٰی یہ احتمال رکھتا ہے کہ اس کہنے اور اعتقاد رکھنے سے نہی ہو اور اس کی حقیقت کی نفی ہو۔ جیسا کہ حضور انور صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی چیز کسی دوسری چیز کی طرف تجاوز نہیں کرتی، اور آپ کا ارشاد گرامی ہے پھر پہلے مریض میں کیسے تعدیہ مرض پیدا ہوا۔ اور یہ دونوں باتیں شریعت سے سمجھی گئیں۔ (ت)

اُسی میں نزہۃ النظر للحافظ ابن حجر سے ہے:

الاولی فی الجمع ان یقال ان نفیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم للعدوی باق علی عمومہ و قد صح قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایعدی شئ شیئا وقولہ فمن اعدی الاول یعنی ان اللہ سبحٰنہ وتعالٰی ابتدأ ذالك فی الثانی کما ابتدأہ فی الاول واما الامر بالفرار من المجذوم فمن باب سد الذرائع لئلا یتفق للشخص الذی یخالطہ شئ من ذٰلك بقدر اللہ تعالٰی ابتداء لا بالعدوی المنفیۃ فیظن ان ذٰلك بسبب مخالطۃ فیعتقد صحۃ العدوی فیقع فی الحرج فامر بتجنبہ حسما للمادۃ[2]، واللہ تعالٰی اعلم۔

دونوں حدیثوں کو جمع کرنے میں بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا تعدیہ مرض کی نفی کرنا اپنے عموم پر باقی ہے اور بلاشبہ حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی صحیح ہے کہ کوئی چیز کسی دوسری چیز کی طرف تجاوز نہیں کرتی، اور آپ کا یہ ارشاد مبارک کہ پہلے میں کیسے مرض ہوا۔ اللہ تعالٰی پاک و برتر نے ہی دوسرے مریض کو بھی مرض لاحق کیا جس طرح اس نے پہلے مریض کو لاحق کیا تھا۔ جہاں تک جذامی سے دُور بھاگنے اور دُور رہنے کے حکم کا تعلق ہے تو یہ ذرائع اور وسائل کو بند کرنے کے باب سے ہے، یعنی جو شخص تندرست حالت میں جذامی آدمی کے ساتھ اختلاط اور میل جول رکھے اور اتفاقاً اسے اللہ تعالٰی

---

[1] ماثبت بالسنۃ مترجم ذکر شہر صفر ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم لاہور ص ۵۲

[2] " " " " " " ص ۸۴

www.alahazratnetwork.org

کی قضاؤ قدر سے وہی مرض لاحق ہوجائے تو وہ یہ کہنے لگے گا کہ یہ مرض اس مریض سے میل جول اور اختلاط کی وجہ سے پیدا ہوگیا ہے پھر وہ صحتِ تعدیہ کا اعتقاد رکھنے لگے گا اور حرج میں پڑجائے گا بایں وجہ اسے جذامی آدمی سے دُور رہنے اور بچنے کا حکم دیا گیا تاکہ شکوک وشبہات پیدا ہی نہ ہونے پائیں اور مادہ ہی کٹ جائے، واللہ تعالٰی اعلم (ت)

شرح مصابیح امام تورپشتی وشرح مشکوۃ علامہ طیبی ومرقاۃ علامہ قاری وشرح الموطا للعلامہ محمد الزرقانی وغیرہا میں ہے:

واللفظ للزرقانی الاکثران المراد نفی ذٰلک ابطالہ کما دل علیہ ظاہر الحدیث[1]

علامہ زرقانی کے الفاظ یہ ہیں اکثر کی رائے یہ ہے کہ اس نفی سے اس کا ابطال مراد ہے جیسا کہ اس پر ظاہر حدیث دلالت کرتی ہے (ت)

اشعۃ اللمعات شیخ محقق میں ہے:

اکثر بر آنند کہ مراد نفی عدوٰی وابطال اوست مطلقاً چنانچہ ظاہر احادیث در آن ست[2]

اکثر اہلِ علم اس نظریہ پر قائم ہیں کہ نفی تعدیہ سے اس کا مطلقاً ابطال مراد ہے جیسا کہ ظاہر احادیث اس پر دال ہیں (ت)

www.alahazratnetwork.org

اُسی میں ہے:

اعتقاد جاہلیت آں بود کہ بیمارے کہ در پہلوئے بیمارے نشیند یا ہمراہ وے بخورد سرایت کند بیماری او بوے گفتہ اند کہ بزعم اطبا ایں سرایت در ہفت مرض است جذام وجرب وجدری وحصبہ وبخر ورمد و امراض وبائیہ پس شارع آنرا نفی کرد وابطال نمود یعنی سرایت نمی باشد بلکہ قادر مطلق ہمچناں کہ او را بیمار کرد ایں را

اہلِ جاہلیت کا اعتقاد یہ تھا کہ اگر کوئی تندرست آدمی کسی بیمار کے پہلو میں بیٹھے یا اس کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہو تو اس مریض کا مرض تندرست آدمی میں سرایت کرجاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اطبار کے خیال میں متعدی امراض سات ہیں اور وہ یہ ہیں: (۱) کوڑھ (۲) خارش (۳) چیچک (۴) خسرہ (۵) گندہ دہن ہونا (۶) آنکھوں کی بیماری (۷) وبائی امراض (یعنی

---

[1] شرح الزرقانی علی موطا امام مالک باب عیادۃ المریض والطیرۃ دارالمعرفۃ بیروت ۴/ ۳۳۳

[2] اشعۃ اللمعات شرح المشکوۃ باب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۶۲۲

نیز کردہ[1]۔ ہیضہ، طاعون وغیرہ) شارع نے ان سب کے تعدیہ کی نفی فرمائی اور اس کا ابطال کیا، پس شارع کی مراد یہ ہے کہ کسی مرض میں سرایت اور تجاوز نہیں (کہ ایک کا مرض بوجہ اختلاط دوسرے کو لگ جائے) بلکہ قادر مطلق نے جس طرح ایک کو بیمار کیا اسی طرح دوسرے کو بھی بیماری لاحق کردی۔ (ت)

بالجملہ ان پانچوں اقوال پر عدوٰی باطل محض ہے یہی مذہب ہے حضرت افضل الاولیاء الاولین و الآخرین سیدنا صدیق اکبر و حضرت سیدنا فاروق اعظم و حضرت سلمان فارسی و حضرت ام المومنین صدیقہ و حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم اجلۂ صحابہ کرام کا، اور اسی کو اختیار فرمایا امام اجل طحاوی سید الحنفیہ و امام یحیٰی بن یحیٰی مالکی و امام عیسٰی بن دینار مالکی و امام ابن بطال ابوالحسن علی بن خلف مغربی مالکی و امام ابن حجر عسقلانی شافعی و علامہ طاہر حنفی و شیخ محقق عبدالحق محدث حنفی وغیرہم جمہور علمائے کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے عمدۃ القاری میں طبری سے ہے:

کان ابن عمر وسلمان رضی اللہ تعالٰی عنہم یصنعان الطعام للمجذومین و یاکلان معہم وعن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت کان مولی لنا اصابہ ذٰلک الداء فکان یاکل فی صحانی ویشرب فی اقداحی و ینام علٰی فراشی[2]

یعنی عبداللہ بن عمر و سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہم مجذومین کے لئے کھانا تیار فرماتے اور اُن کے ساتھ کھاتے اور ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہوا کہ ہمارے ایک غلام آزاد شدہ کو یہ مرض ہوگیا تھا وہ میرے برتنوں میں کھاتا میرے پیالوں میں پیتا میرے بچھونوں پر سوتا۔

زرقانی علی المؤطا میں زیرِ حدیث انہ اذی (بیشک وہ ایذا ہے۔ ت) فرمایا:

قال یحیٰی بن یحیٰی سمعت ان تفسیرہ فی رجل یکون بہ الجذام فلا ینبغی لہ ان ینزل علی الصحیح یؤذیہ لانہ وان کان لا یعدی فالانفس تکرھہ وقد قال

یحیٰی بن یحیٰی نے فرمایا کہ میں نے سنا کہ اس کی تفسیر اس شخص کے بارے میں ہے جس کو مرضِ جذام ہوجائے تو اسے مناسب نہیں کہ کسی تندرست آدمی کے پاس آئے کہ اسے ایذا ہوگی اس لئے کہ اگرچہ تعدیہ مرض کا اعتقاد

---

[1] اشعۃ اللمعات شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۶۲۰

[2] عمدۃ القاری شرح بخاری کتاب الطب باب الجذام ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۱/ ۲۴۷

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ اذی یعنی لا للعدوٰی[1]

نہ ہوتے ہوئے بھی نفوس پر ایسی تکلیف دہ حالت کو دیکھنا گراں گزرتا ہے اور بیشک حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایذا ہے یعنی اس کا سبب تعدیہ مرض نہیں۔ (ت)

غرض مذہب یہ ہے اور وہ وجوہ تاویل میں اصح واجمع وجہ پنجم،

وھٰھنا ثلثۃ وجوہ اُخر لبعض العلماء **فالسادس** ان الجذام مستثنی من قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاعدوی ان لایعدی شئ شیئا الا ھذا وعزاہ فی اشعۃ اللمعات الی الکرمانی الشافعی صاحب الکوکب الدراری فی شرح صحیح البخاری **اقول** لم یقلہ بل نقلہ وما رضیہ بل مرضہ فانما حکاہ بقیل کما نقل عنہ فی مجمع البحار بل والشیخ نفسہ فی ماثبت بالسنۃ فما ھٰھنا سبق قلم ثم ھذا القیل لم یعرف لہ قائل ولم یمل الیہ مائل ولایؤیدہ شئ من الدلائل **والسابع** قال البغوی قیل ان الجذام ذو رائحۃ تسقم من اطال صحبتہ ومؤاکلتہ اومضاجعتہ ولیس من العدوٰی بل

بعض علماء کے نزدیک یہاں تین اور وجوہ ہیں **چھٹی وجہ** حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد عالی لاعدوٰی سے مرض جذام مستثنٰی ہے یعنی اس مرض کے ماسوا کوئی شئ کسی دوسری شئ کی طرف تجاوز نہیں کرتی، چنانچہ اشعۃ اللمعات میں شیخ محقق نے علامہ کرمانی شافعی مصنف الکوکب الدراری شرح صحیح بخاری کی طرف اس کو منسوب کیا ہے **اقول** (میں کہتا ہوں) اس نے یہ نہیں کہا بلکہ اس کو نقل کیا ہے لیکن وہ اس پر راضی نہیں ہوا بلکہ اس نے تو صیغۂ تمریض یعنی صیغۂ ضعف سے اسے ذکر کیا اور لفظ قیل سے اس کی حکایت کی ہے جیسا کہ اس سے مجمع البحار میں نقل کیا گیا ہے بلکہ خود شیخ محقق نے ماثبت بالسنۃ میں اسے نقل کیا ہے لیکن یہاں ان سے سبقت قلم (بھول) ہوگئی پھر اس قیل کا قائل معلوم نہ ہوسکا اور کوئی میلان رکھنے والا اس کی طرف مائل نہ ہوا اور نہ کسی دلیل سے اس کی تائید کی۔ **ساتویں وجہ** امام بغوی نے کہا، کہا گیا ہے کہ جذام بدبودار بیماری ہے جو کوئی ایسے بیمار سے طویل صحبت رکھے اس کے ساتھ

---

[1] شرح الزرقانی علی المؤطا لامام مالک باب عیادۃ المریض والطیرۃ دارالمعرفۃ بیروت ۴/ ۳۳۴

www.alahazratnetwork.org

من باب الطب کما یتضرر باکل مایعاف و شم ما یکرہ والمقام فی مقام لا یوافق ھواہ وکلہ باذن اللہ و ما ھم بضارین بہ من احد الا باذن اللہ نقلہ فی المجمع[1] و عزاہ فی الاشعۃ للامام النووی **اقول** لعل ھذا ایضا لذاک فان الذی رأیت فی منھاجہ تصویب الوجہ الثامن الاتی ولم یعرج علی ذکرہ فاللہ تعالٰی اعلم وظنی ان الذی فی نسختی الاشعۃ تصحیف من البغوی. فان الذی نقلہ ترجمۃ کلام البغوی سواء بسواء غیر ان البغوی ایضا لم یقل بہ وانما نقلہ بقیل ممرضا ثم **اقول** لا ادری ما التنافی بین یابی العدوٰی والطب فالطب قائل فی ھذا المرض بالعدوی کما

کھائے پیئے اور لیٹے تو یہ بیماری اس کو بھی لاحق ہوجاتی ہے اور یہ عدوٰی میں سے نہیں بلکہ باب طب سے ہے جیسے گھن والی ناپسندیدہ چیز کھانے سے نقصان اور ضرر ہوتا ہے اور اسی طرح ناگوار چیز سونگھنے سے اور ناموافق ہوا والی جگہ (یعنی آلودگی والی فضا) میں ٹھہرنے سے ضرر ہوتا ہے (بس یہاں بھی یہی وجہ مراد ہے) اور درحقیقت یہ سب کچھ باذنِ الٰہی ہوتا ہے (چنانچہ) وہ اس سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اللہ تعالٰی کے اذن و مشیت سے۔ چنانچہ مجمع البحار میں اس کو نقل کیا ہے اور شیخ محقق نے اشعۃ اللمعات میں اس کو امام نووی کی طرف منسوب کیا ہے **اقول** (میں کہتا ہوں) شاید یہ بھی اسی طرح ہے کیونکہ میں نے جو کچھ امام نووی کی منہاج میں دیکھا ہے وہ آنیوالی آٹھویں وجہ کی تصویب ہے اور اس کے ذکر پر اس نے عروج یعنی موافقت نہیں کی اور حقیقت حال کو اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔ اشعۃ اللمعات کا جو نسخہ میرے پاس ہے میرا خیال ہے کہ اس میں بغوی کی عبارت میں تبدیلی ہوگئی ہے کیونکہ شیخ نے بغوی کے کلام کا ہوبہو ترجمہ نقل کیا ہے، اس کے باوجود بغوی نے بھی یہ نہیں کہا بلکہ اس نے کلمہ تمریض کے ساتھ اسے نقل کیا ہے۔ **اقول** (پھر میں کہتا ہوں) میں یہ نہیں جانتا کہ عدوٰی اور طب کے

www.alahazratnetwork.org

[1] مجمع بحار الانوار تحت لفظ عدا مکتبہ دار الایمان مدینہ منورہ ۳/۵۴۴

نقل التوربشتی والطیبی والقاری والزرقانی والشیخ المحقق وغیرھم ان العدوی بزعم الطب فی سبع کما تقدم عن الشیخ ویستوی فی ذلك کونہا الکیفیۃ فیہ اوالخاصیۃ فان کلا الفصلین من مسائل الطب ولیس ان العدوی انما تکون اذا کانت لا بسبب یعقل والقائلون بہا انما یعتقدون الاعداء و لانظر لہم الی انہ بالکیفیۃ اوبالخاصیۃ فمن قال بالاعداء ولولرائحۃ فقد قال بالعدوی والثامن ان النفی اعداء المرض من دون اذن اللہ تعالٰی کما زعمہ اھل الجاھلیۃ اما الاعداء عادۃ باذن اللہ تعالٰی فثابت ولذا امر بالفرار ونھی عن ایراد الممرض ولا اعلمہ اعنی اثبات العدوی العادیۃ ثابتا عن الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم الا مایفیدہ کلام الامام الطحاوی رحمہ اللہ تعالٰی فیما تقدم من انکار ابی ھریرۃ

باب میں کیا منافات اور تضاد ہے کیونکہ طب اس مرض میں تعدیہ کی قائل ہے جیسا کہ توربشتی، طیبی، ملا علی قاری، زرقانی اور شیخ محقق اور انکے علاوہ دوسروں نے کہا ہے کہ اطبا کے خیال میں تعدیہ مرض سات قسم کی امراض میں ہوتا ہے جیسا کہ شیخ کے حوالہ سے پہلے مذکور ہوا۔ تعدیہ مرض خواہ کسی کیفیت سے ہو یا کسی خاصیت سے، اس میں دونوں برابر اور مساوی ہیں کیونکہ دونوں فصلیں طب کے مسائل میں سے ہیں، اور یوں نہیں کہ عدوٰی بغیر کسی معقول سبب کے ہو جائے اس لئے کہ جو لوگ تعدیہ امراض کے قائل ہیں وہ تعدیہ پر اعتقاد رکھتے ہیں باوجودیکہ وہ اس پر نگاہ نہیں رکھتے کہ وہ کس کیفیت سے ہوا ہے یا کس خاصیت سے، لہذا جو شخص تجاوزِ مرض کا قائل ہو خواہ بدبو ہی کے سبب سے کیوں نہ ہو وہ درحقیقت تعدیہ مرض کا قائل ہے۔ **آٹھویں وجہ** تعدیہ مرض کی نفی اس صورت میں ہے کہ اسے اللہ تعالٰی کے اذن اور ارادہ کے بغیر تسلیم کیا جائے جیسا کہ دورِ جاہلیت والوں کا خیال اور زعم تھا، لیکن اگر اللہ تعالٰی کے اذن اور ارادہ سے عادتاً مانا جائے (تو پھر خلافِ شریعت نہ ہونے کی وجہ سے) ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سے بھاگنے کا حکم دیا گیا اور اس مرض کے مریض کو تندرست آدمی کے پاس جانے سے منع کیا گیا ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ عدوٰی عادیہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ثابت ہے۔ ہاں مگر امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا گزشتہ کلام اس بات کو تقویت پہنچاتا ہے کہ

www.alahazratnetwork.org

رضی اللہ تعالٰی عنہ حدیث لاعدوی واقامتہ علی روایۃ لایوردن ان ذٰلک کان ظنہ التضاد بینھما **اقول** لیس لمثلی الکلام مع مثل الامام رحمہ اللہ لکن الذی یعرفہ قاصر مثلی ان انکار الروایۃ لاینحصر فی ظن التضاد بل نسی عنہ سمعہ من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فما وسعہ الا انکارہ حتی لو فرض مودی الحدیثین واحدا من کل جھۃ وانما الالفاظ غیر الالفاظ ونسی سماع احدھما وقیل لہ رویت ھذا الحدیث ھٰکذا لم یسعہ الا الاباء، نعم ھو مذھب الامام المطلبی محمد بن ادریس الشافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ قال المناوی فی فیض القدیر (اتقوا المجذوم) ای اجتنبوا مخالطتہ فانہ یعدی المعاشر کما جزم بہ الشافعی فی موضع وحکاہ عن الاطباء

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس حدیث لاعدوی کا انکار کیا تھا اور لایوردن والی حدیث کو اس کے مقابل پیش کیا تھا درحقیقت وہ اپنے گمان کے مطابق ان دونوں کے درمیان تضاد سمجھتے تھے، **اقول** (میں کہتا ہوں) مجھ جیسے ناقص شخص کے لئے امام رحمہ اللہ تعالٰی جیسی بلند پایہ شخصیت کے ساتھ ہمکلام ہونا زیب نہیں دیتا سوائے اس کے جو اسے پہچانتا ہے، مجھ جیسے تو اس کی معرفت سے قاصر ہیں البتہ کسی روایت سے انکار کرنا تضاد کے گمان پر منحصر نہیں بلکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اس حدیث کا سماع رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بھول گئے، اس لئے ان کے لئے سوائے انکار کے کوئی گنجائش نہ رہی لیکن اگر یہ فرض کرلیا جاتا کہ ہر جہت سے دونوں کا مفہوم (مودی) ایک ہے البتہ دونوں کے الفاظ مغایر اور الگ الگ ہیں اور جبکہ وہ ایک کا سماع بھول گئے، چنانچہ ان سے کہا گیا آپ نے اس حدیث کو اس طرح روایت کیا ہے تو انھیں سوائے انکار کے کوئی اور گنجائش نہ رہی۔ ہاں وہ امام مطلبی محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے، چنانچہ علامہ مناوی نے فیض القدیر (شرح جامع صغیر) میں فرمایا حدیث "جذامی سے بچو اور پرہیز کرو" یعنی اس کے میل جول اور اختلاط سے اجتناب کرو اس لئے میل ملاپ کرنے والے میں مرض سرایت کرتا ہے، جیسا کہ امام شافعی نے ایک جگہ اس پر اظہار یقین کیا

www.alahazratnetwork.org

والمجربین فی اخر و نقلہ غیرہ من افاضل الاطباء[1] اھ، **اقول** وطریقتہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فی امثال المقام معروفۃ من الاعتماد علی التجارب حتی قال بالقیافۃ و جعلھا حجۃ فی الاحکام الشرعیۃ وحکایاتہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فیھا مشھورۃ فی مقاصد السخاوی وغیرھا ماثورۃ وتبعہ علیہ احد شیخی مذھبہ الامام ابوزکریا النووی ومن قبلہ الامام ابوعمرو بن الصلاح ومن بعدھما الکرمانی والطیبی وکذا ابن الاثیر فیما ذکر القاری وکذا السخاوی علی شبھتہ فی عبارۃ الموجودۃ فی نسختی المقاصد ووافقھم من علمائنا التورپشتی والقاری کما وافقنا من ائمتھم العسقلانی واضطرب ظاھرا کلام المناوی فقال تحت حدیث اتقوا المجذوم

اور ایک دوسری جگہ اطباء اور تجربہ کار لوگوں سے اس کی حکایت بیان فرمائی، اور دیگر اہل علم نے طب کے فاضلوں سے اسے نقل کیا ہے اھ **اقول** (میں کہتا ہوں) امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا طریقہ کار اور دستور اس نوع کے مقامات میں مشہور و معروف ہے کہ مختلف تجربوں پر اعتماد ہے یہاں تک کہ موصوف نے قیافہ شناسی اور اسے احکام شریعت میں حجت قرار دینے کا قول پیش کیا ہے اور اس سلسلے میں موصوف رضی اللہ تعالٰی عنہ کے واقعات و حکایات مشہور ہیں چنانچہ مقاصد حسنہ میں امام سخاوی اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کی کتابوں میں منقول ہیں ان کے مذہب والوں میں سے ایک شیخ ابوزکریا نووی نے اس سلسلے میں ان کا اتباع کیا ہے اور ان سے پہلے امام ابوعمرو بن صلاح اور ان دونوں کے بعد کرمانی، طیبی اور اسی طرح ابن اثیر جیسا کہ ملا علی قاری نے ذکر فرمایا ہے اور اسی طرح امام سخاوی نے ذکر کیا مگر میرے پاس مقاصد حسنہ کا جو نسخہ ہے اس کی موجودہ عبارت میں کچھ اشتباہ پایا جاتا ہے اور ہمارے علماء میں سے ان کی موافقت تورپشتی اور ملا علی قاری نے کی جیسا کہ ان کے ائمہ میں سے ہماری موافقت علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمائی، بظاہر علامہ مناوی کا کلام مضطرب (ناقابل اعتماد) ہے چنانچہ اس حدیث "جذامی سے بچو" کے ذیل میں کہا

---

[1] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر حدیث ۱۴۱ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۳۷

www.alahazratnetwork.org

ماقال قال ولاینا قضہ خبرلاعدوی لانہ نفی لاعتقاد الجاھلیۃ نسبۃ الفعل لغیراللہ تعالٰی[1] الخ وقال تحت حدیث کلم المجذوم، لئلا یعرض لک جذام فتظن انہ اعداک مع ان ذٰلک لایکون الا بتقدیر اللہ تعالٰی وھذا خطاب لمن ضعف یقینہ ووقف نظرہ عند الاسباب[2] اھ ففی ھٰذا نوع میل الی ماعلیہ الجمھور، ووقع نحوہ لعلامۃ الزرقانی فی شرح المؤطا فی موضع واحد فقال تحت قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایحل الممرض علی المصح، فربما یصاب بذٰلک فیقول لوانی ما احللتہ لم یصبہ والواقع انہ لولم یحلہ لاصابہ لان اللہ تعالٰی قدرہ فنھی عنہ لھذہ العلۃ التی لایؤمن غالبا من وقوعھا فی طبع الانسان وھو قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمن المجذوم فرارک من

جوکچھ کہا۔ پھر فرمایا کہ یہ حدیث، لاعدوٰی کے منافقض نہیں اس لئے کہ اس میں اعتقاد جاہلیت کی نفی ہے کیونکہ اس میں غیراللہ کی طرف فعل کی نسبت ہے الخ اور حدیث "کلم المجذوم یعنی مجذوم کے ساتھ دور سے کلام کرو" کے ذیل میں فرمایا ایسا نہ ہو کہ کہیں تجھے مرض جذام لگ جائے اور تو یہ سمجھنے لگے کہ مریض کی بیماری اڑ کر تمہیں لگ گئی حالانکہ تقدیر الٰہی کے بغیر اس طرح نہیں ہوسکتا۔ اور یہ اس کو خطاب ہے جو یقین میں کمزور ہو، اور اس کی نظر صرف ظاہری اسباب پر ہی ٹھہرتی ہو اھ، اس میں جمہور کے مذہب کی طرف ایک طرح میلان پایا جاتا ہے، اور اسی نوع کا وقوع علامہ زرقانی سے شرح مؤطا میں ایک جگہ ہوا ہے چنانچہ علامہ موصوف نے حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد "کوئی مریض کسی تندرست آدمی کے پاس نہ جائے" اس لئے کہ اگر اسے مرض لگ جاتا ہے تو پھر وہ مریض یوں کہنے لگتا ہے کہ کاش میں اسکے ہاں نہ جاتا یا اس سے نہ ملتا تو مجھے یہ مرض نہ لگتا، حالانکہ فی الواقع اگر یہ مریض کے پاس نہ جاتا تب بھی اس کو یہ مرض لگ جاتا کیونکہ اللہ تعالٰی نے اس کے مقدر میں ایسا لکھ دیا تھا پس اس علت کی وجہ سے اسے روک دیا گیا کیونکہ طبیعت انسانی غالباً اس کے وقوع سے لاپروا اور بے فکر نہیں

www.alahazratnetwork.org

---

[1] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۱۴۱ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۱۲۰

[2] " " " " " " ۶۳۸۰ " " " ۵/۴۱

الاسد وان کنا نعتقد ان الجذام لایعدی لکنا نجد فی انفسنا نفرۃ وکراھیۃ لمخالطتہ[1] اھ فھذا صریح فی وفاق الجمھور ثم قال اما النھی عن ایراد الممرض فی باب اجتناب الاسباب التی خلقھا اللہ وجعلھا اسبابا للھلاک او الاذی والعبد مامور باتقاء اسباب البلاء اذا کان فی عافیۃ منھا و فی حدیث مرسل عند ابی داؤد انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مر بحائط مائل فقال اخاف موت الفوات[2] اھ ففیہ میل ما الی القول الاٰخر بل کان جزما بہ لولا قولہ "او الاذی" ثم عاد فقال تحت قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ اذی ای یتاذی بہ لا انہ یعدی[3]

ہوسکتی۔ اور حضور اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد "جذامی سے تم اس طرح بھاگو جیسے بوقتِ خوف شیر سے بھاگتے ہو" کا یہی مفہوم ہے، اگرچہ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ مرضِ جذام متعدی نہیں ہوتا لیکن اپنے دلوں میں جذامی سے میل جول رکھنے سے نفرت اور کراہت پاتے ہیں اھ اور یہ صراحۃً مذہب جمہور سے اتفاق ہے۔ پھر فرمایا لیکن مریض کے پاس جانے سے ممانعت کرنا ان اسباب سے بچنے کے باب سے ہے جنھیں اللہ تعالٰی نے پیدا فرمایا اور انھیں ہلاکت اور تباہی کے اسباب بنایا یا ممانعت ایذا رسانی کے باعث ہے اور بندہ کو اسبابِ بلا سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ وہ ان سے بچ سکے، چنانچہ ابوداؤد کی ایک مرسل (بلاسند) روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک مائل بانہدام (جھکی ہوئی) دیوار کے قریب سے گزرے تو ارشاد فرمایا میں موت فوات سے ڈرتا ہوں اھ پس اس میں دوسرے قول کی طرف تھوڑا سا میلان ہے بلکہ اس پر اظہارِ یقین ہے بشرطیکہ او الاذی کا قول متصل نہ ہوتا، پھر سابق کلام کی طرف رجوع کرتے ہوئے حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد انہ اذی (وہ ایذا ہے) کے ذیل میں فرمایا یعنی اذیت ہوگی (مریض اور تندرست کے لئے)

[1] شرح الزرقانی علی موطا امام مالک باب عیادۃ المریض والطیرۃ دارالمعرفۃ بیروت ۴/۳۳۳

[2] " " " " " " " " " ۴/۳۳۴-۳۳۳

[3] " " " " " " " " " ۴/۳۳۴

www.alahazratnetwork.org

ثم نقل عن یحیٰی بن یحیٰی ماقدمناہ وقد أذناك ان المائلین الی ھذا القول کالتوربشتی والطیبی والقاری قد اعترفوا جمیعا کفی الشیخ المحقق و والزرقانی ان ابطال العدوٰی راسا ھو الذی علیہ الاکثرون **اقول** وارجوان لاینکر علیہ بما قال الامام النووی فی شرح مسلم قال جمھور العلماء یجب الجمع بین ھذین الحدیثین وھما صحیحان قالوا وطریق الجمع ان حدیث لاعدوٰی المراد بہ نفی ما کانت علیہ الجاھلیۃ تزعمہ وتعتقدہ ان المرض والعاھۃ تعدی بطبعھا لابفعل اللہ تعالٰی واما حدیث لایورد ممرض علی مصح فارشد فیہ الی مجانبۃ ما یحصل الضرر عندہ فی العادۃ بفعل اللہ تعالٰی وقدرہ قال فھذا الذی ذکرناہ من تصحیح الحدیثین و والجمع بینھما ھو الصواب الذی علیہ جمھور العلماء ویتعین المصیر الیہ[1] اھ فقد یکون المعزو الی جمھور

نہ کہ مرض میں تجاوز ہے۔ پھر انھوں نے یحیٰی بن یحیٰی سے وہی نقل کیا جو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اور بلاشبہہ ہم نے تمھیں آگاہ کردیا ہے کہ جو لوگ اس قول کی طرف مائل ہیں جیسے تورپشتی، طیبی اور ملا علی قاری شیخ محقق اور زرقانی کی تصریح کی طرح وہ سب اس بات کے معترف ہیں کہ بالکلیہ تعدیہ مرض کے ابطال کا موقف زیادہ تر اہل علم رکھتے ہیں۔ **اقول** (میں کہتا ہوں) میں اُمید رکھتا ہوں کہ جو کچھ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں فرمایا اس کا انکار نہیں کیا جائے گا (اور وہ یہ ہے) جمہور علماء نے فرمایا ان دو حدیثوں کو جمع کرنا ضروری ہے اور وہ دونوں صحیح ہیں، جمہور فرماتے ہیں دونوں کو جمع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ حدیث "لاعدوٰی" سے اس چیز کی نفی مراد ہے کہ جس پر اہلِ جاہلیت قائم تھے چنانچہ وہ گمان اور اعتقاد رکھتے تھے کہ مرض اور آفت اپنی طبعی حالت سے تجاوز کرتے ہیں نہ کہ اللہ تعالٰی کی کارکردگی سے۔ (رہی حدیث کہ) "مریض تندرست کے پاس نہ جائے" اس میں اس چیز سے بچنے کی راہنمائی فرمائی ہے کہ جس سے بطور عادت اللہ تعالٰی کے فضل اور قضاء و قدر سے ضرر حاصل ہوتا ہے۔ امام نووی نے فرمایا یہ وہی ہے جس کو ہم نے بیان کیا ہے (یعنی) دو حدیثوں کی تصحیح اور ان دونوں کو جمع کرنا یہی وہ راہِ صواب ہے کہ جس پر جمہور علماء قائم ہیں اور اسکی طرف رجوع کرنا متعین ہے اھ لہذا جمہور علماء کی

www.alahazratnetwork.org

[1] شرح صحیح مسلم للنووی کتاب السلام باب لاعدوٰی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۰

العلماء وجوب الجمع وتصحیح الحدیثین لاخصوص ھذا الجمع و ربما یشیر الیہ انہ بعد ذکر ھذا الجمع لم یقل ان ھذا الذی ذکرناہ ھو الصواب الذی علیہ الجمھور بل فسر المذکور بقولہ من تصحیح الحدیثین والجمع بینھما ولو اراد خصوص الجمع لم تکن حاجۃ الی التفسیر اصلا لکون الاشارۃ متصلۃ بذلک الجمع من دون فصل فضلا عن یفسرہ بالاعم وحینئذ یکون قولہ ھذا احترازا عن الوجھین الاولین الذین قدمناھما ان احد الحدیثین غیر ثابت لو منسوخ فیکون مثل ما نقل ھو فیما بعد عن الامام القاضی عیاض انہ قال وقد ذھب عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ وغیرہ من السلف الی الاکل معہ وراوا ان الامر باجتنابہ منسوخ والصحیح الذی قالہ الاکثرون ویتعین المصیر الیہ انہ لانسخ بل یجب الجمع بین الحدیثین وحمل الامر باجتنابہ والفرار منہ علی الاستحباب والاحتیاط لا للوجوب واما الاکل

طرف دو چیزیں منسوب ہیں ایک وجوب جمع اور دوسری چیز دو حدیثوں کی تصحیح نہ کہ اس جمع کا خصوص۔ کبھی اسکی طرف اشارہ یہ چیز کرتی ہے کہ اس جمع کے ذکر کرنے کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ جس کو ہم نے ذکر کیا ہے وہی صواب ہے کہ جس پر جمہور اہلِ علم قائم ہیں بلکہ مذکور کی اپنے قول "دو حدیثوں کی تصحیح اور انھیں جمع کرنے" سے تفسیر فرمائی۔ لہذا اگر خصوص جمع کا ارادہ کرتے تو اس تفسیر کی بالکل ضرورت اور حاجت نہ تھی اس لئے کہ اشارہ اس جمع سے پیوستہ یا وابستہ تھا نہ کہ الگ و جُدا، چہ جائیکہ اس اعم سے اس کی تفسیر کرتے پھر اس صورت میں موصوف کا قول "ھذا" پہلی دو وجہات سے جن کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں احتراز ہے، ایک یہ کہ دونوں حدیثوں میں سے ایک ثابت نہیں یا وہ منسوخ ہے پھر یہ کلام اسی جیسا ہوگا کہ جس کو اس کے بعد امام قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ اور دوسرے اسلاف مریض کے ساتھ کھانا کھانے کے جواز کی طرف گئے ہیں اور اس سے مراد یہ ہے کہ "امر بالاجتناب" (ان سے الگ رہنے کا حکم) منسوخ ہے پس صحیح وہی ہے جو اکثر اہل علم نے فرمایا لہذا اس کی طرف رجوع متعین ہے کہ یہاں کوئی نسخ نہیں بلکہ دو حدیثوں کو جمع کرنا واجب (ضروری) ہے، لہذا ان سے الگ اور کنارہ کش رہنے کا امر اور اُن سے بھاگنے کا حکم استحبابی اور احتیاطی ہے

www.alahazratnetwork.org

معہ ففعلہ لبیان الجواز[1] اھ، واذن یکون قولہ قالوا وطریق الجمع الخ علی ماھو المتعارف بین العلماء من نقل اقوال جمع، بلفظۃ قالوا الا ان مرجعہ جمھور العلماء کیلا یخالف نقل الاکثرین عن الاکثرین منھم التورپشتی والقاری انفسھما واللہ تعالٰی اعلم، ثم من الحجۃ لنا علیھم، اولاً ظاھر الاحادیث المتواترۃ کما اعترفوا بہ ولا معدل عن ظاھر الا بدلیل واین الدلیل وثانیاً ما قدمنا عن الامام الطحاوی ان لو کان ذلک من اسباب الھلاک العادیۃ لم یفعلہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولا الخلفاء الراشدون ولا امر بالاکل معھم تواضعا وایمانا فان مجانبتہ حینئذ مامور بہ شرعا لقولہ تعالٰی ولا تقتلوا انفسکم[2] وقولہ تعالٰی ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ[3] وکان کالجدار المائل

وجوبی نہیں۔ رہا یہ کہ ان کے ساتھ کھانا پینا، تو ایسا کرنا بیانِ جواز کے لئے ہے اھ پھر تو موصوف کا قول قالوا وطریق الجمع الخ اس پر مبنی ہے کہ جو علماء کے درمیان متعارف ہے کہ وہ ایک جماعت کے اقوال کو لفظ قالوا سے نقل کرتے ہیں ہاں مگر اس کا مرجع جمہور علماء ہیں تاکہ اکثر کی نقل اکثر کے مخالف نہ ہو، ان میں خود تورپشتی اور ملا علی قاری شامل ہیں اور اللہ تعالٰی ظاہر و باطن کو خوب جانتا ہے۔ پھر ہماری دلیل ان کے خلاف متعدد وجوہ سے ہے **اوّل** متواتر حدیثوں کے ظاہر کی دلالت، جیسا کہ خود مخالفین کو اس بات کا اعتراف ہے اور ظاہر ہے بغیر دلیل عدول نہیں ہوسکتا اور یہاں دلیل کہاں، **دوم** ہم امام طحاوی کے حوالہ سے پہلے نقل کرچکے ہیں اگر وہ "اختلاط مرض" ہلاکت عادیہ کے اسباب میں سے ہوتا تو حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور خلفاء راشدین ہرگز ایسا نہ کرتے (اقدام اختلاط) اور نہ ان کے ساتھ (یعنی مریضوں کے ساتھ) بربنائے تواضع اور ایمان کھانے پینے کا حکم فرماتے کیونکہ پھر تو ان سے علیحدگی اور کنارہ کشی شرعاً مامور بہ ہے اللہ تعالٰی کے اس ارشاد کی وجہ سے "اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو" یا "اپنے آپ کو

---

[1] شرح مسلم للنووی بحوالہ قاضی عیاض باب السلام باب لاعدوٰی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۳-۲۳۴

[2] القرآن الکریم ۴/ ۲۹

[3] القرآن الکریم ۲/ ۱۹۵

www.alahazratnetwork.org

والسفینۃ المکسورۃ وقد اعترف
بہ ھٰؤلاء المثبتون للعدوی
کما ستقف **أقول** و لیس من
التوکل المعارضۃ مع الاسباب
والھجوم علی ماجرت العادۃ
بافضائہ الی التباب و لا یحل
لاحد ان یلقی نفسہ من فوق
جبل توکلا علی ربہ عز وجل
و ایقانا بانہ لا یضرہ ان لم یشاء
وقد حکی ان الشیطان سال ذٰلک
سیدنا عیسٰی کلمۃ اللہ علی نبینا
الکریم و علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم فقال لا اختبر
ربی ونصوا بمما نعۃ رکوب
البحر عند ھیجانہ و بہ
ظھر الجواب عن حمل
مثبتی العدوی حدیث
کل ثقۃ باللہ و امثالہ
علی التوکل و متارکۃ
الاسباب و قد ذکر من
فعل الصدیق الاکبر
والفاروق الاعظم و مبالغتھما
فی ذٰلک ما یرشدک انہ
نص فی رد ما ذھبوا
الیہ و لنذکر ھٰھنا

مت قتل کرو" اور یہ گرنے والی دیوار اور ٹوٹی ہوئی کشتی کی طرح ہوگا، اور اثبات تعدیہ کرنے والے حضرات بھی اس کے قائل اور معترف ہیں جیسا کہ عنقریب آپ آگاہ اور واقف ہو جائیں گے۔

اقول (میں کہتا ہوں) یہ توکل نہیں کہ اسباب کے ساتھ معارضہ (مقابلہ) کیا جائے۔ اور جو چیز تباہی و ہلاکت تک لے جائے بے سوچے اس میں پڑ جانا ہرگز جائز نہیں، نیز کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے آپ کو پہاڑ کے اُوپر سے گرائے، اللہ تعالٰی پر توکل کا نام لیتے ہوئے اور اس یقین و بھروسے کے ساتھ کہ اگر اللہ تعالٰی نہ چاہے تو کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی ایسا کرنا جائز نہیں چنانچہ حکایت بیان کی گئی ہے کہ سیدنا حضرت عیسٰی کلمۃ اللہ علیہ وعلٰی نبینا الصلوٰۃ والسلام سے یہی سوال شیطان نے کیا تھا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں اپنے پروردگار کا امتحان نہیں کرتا اور اسے نہیں آزماتا۔ اہلِ علم نے صراحت فرمائی کہ سمندر میں جوش اور طوفان آنے کے وقت بحری سفر نہ کیا جائے، اس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ قائلین بالتعدیہ حدیث کل ثقۃ باللہ اور اس جیسی دوسری حدیثوں کو عملِ توکل اور ترکِ اسباب پر محمول کرتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فعل سے یہ بیان کیا گیا اور اس باب میں ان دونوں کے مبالغہ کرنے میں تمہارے لئے ایسی راہنمائی ہے

www.alahazratnetwork.org

کلام العلامة علی القاری علیہ رحمۃ الباری فانہ جمع ما اتی بہ المثبتون و زاد و نذکر فی خلالہ ما فتح اللہ تعالٰی علینا من وجوہ اختلالہ قال رحمہ اللہ تعالٰی قد[عہ] اختلف العلماء فی التاویل فمنھم من یقول المراد منہ نفی ذٰلک وابطالہ علی ما یدل علیہ ظاھر الحدیث وھم الاکثرون ومنھم من یری انہ لم یرد ابطالھا فقد قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فر من المجذوم فرارک من الاسد[1] اقول ارادۃ الابطال ھو الظاھر کما اقر بہ وما ذکر لا یصلح صارفا لہ لما علمت من وجوہ التاویل، قال وقال صلی اللہ تعالٰی

جو ان لوگوں کے مذہب کے رد کرنے کے لئے (واضح) نص ہے۔ ہمیں یہاں ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا کلام ذکر کرنا چاہئے کیونکہ اہلِ اثبات جو کچھ لائے ہیں اس سب کو بمع اضافہ انھوں نے یکجا کیا ہے اور ان کی خلل پذیر وجوہات کے بارے میں جو اللہ تعالٰی نے ہم پر منکشف فرمائیں اس دوران ہم ان کا بھی ذکر کریں گے۔ چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا اہل علم کا اس مسئلہ کی تاویل میں اختلاف ہے ان میں بعض وہ ہیں جو فرماتے ہیں اس سے نفی اور اس کا ابطال مراد ہے اس بنا پر کہ ظاہر حدیث اس پر دلالت کرتی ہے اور وہ اہل علم اکثر یعنی (کثیر تعداد میں ہیں اور کچھ دوسرے وہ ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ بطلان (تعدیہ) مراد نہیں کیونکہ حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جذامی سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔" **اقول** (میں کہتا ہوں) ارادہ ابطال ہی ظاہر ہے جیسا کہ خود موصوف نے اس کا اقرار کیا اور جو کچھ (اس کے خلاف) ذکر کیا گیا وہ اس کے لئے دافع نہیں جیسا کہ وجوہِ تاویل سے تمہیں معلوم ہو گیا، علامہ موصوف

عہ ھذا کلہ کلام التورپشتی سوی ما زاد من شرح المنحۃ ۱۲ منہ۔

یہ سب تورپشتی کا کلام ہے ماسوائے اس چیز کے جو شرح المنحہ سے زائد کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳

www.alahazratnetwork.org

علیہ وسلم لایوردن ذوعاھۃ علی مصح[1] اقول ھذا اضعف وابعد بعد ماروینا عن المؤطا انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لما نفی العدوی ونھی عن ایراد الممرض قالوا وماذاک قال وانما اراد بذلک نفی ما کان یعتقدہ اصحاب الطبعیۃ فانھم کانوا یرون العلل المعدیۃ موثرۃ لامحالۃ فاعلمھم ان لیس الامر علی ما یتوھمون بل ھو معلق بالمشیۃ ان شاء کان وان لم یشاء لم یکن[2]۔ اقول کل شئ کذلک وجمیع الاسباب متساویۃ الاقدام فی ذلک ولم یات الشرع بنفی الاسباب بل اثبتھا وارشد الی نفی تاثیرھا واعتقاد اصحاب الطبعیۃ فی العین لیس بادون من اعتقادھم فی العدوی ثم لم یات الشرع بنفیھا بل قال العین حق قال ویشیر الی ھذا المعنی قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فمن اعدی الاول"

نے فرمایا حضور اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آفت ومصیبت والے کسی تندرست کے پاس نہ جائیں۔ اقول (میں کہتا ہوں) یہ زیادہ ضعیف اور زیادہ بعید ہے بعد اس کے کہ ہم نے موطا کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جب تعدیہ مرض کی نفی فرمائی اور لوگوں کو مریض کے پاس جانے سے منع فرمایا تو لوگوں نے استفسار کیا کہ یہ کیوں

موصوف نے فرمایا کہ اس سے آپ کا ارادہ نفی کرنے کا تھا جس کا ارباب طبیعت اعتقاد رکھتے ہیں کیونکہ وہ بلاشبہ علل متعدیہ کو موثر سمجھتے تھے اس لئے آپ نے ان لوگوں کو اس بات پر آگاہ فرمایا کہ وہ معاملہ جس کا انھیں وہم ہے وہ اللہ تعالٰی کی مشیت سے معلق ہے اگر وہ چاہے تو مرض لاحق ہوگا نہ چاہے تو نہیں ہوگا اقول (میں کہتا ہوں) ہر شے اسی طرح ہے اور تمام اسباب اس میں متساوی اقدام ہیں اور شریعت نے اسباب کی نفی نہیں کی بلکہ انھیں ثابت کیا ہے اور ان کی نفی تاثیر کی راہنمائی فرمائی ہے اور نظر بد میں اصحاب طبیعت کا اعتقاد اس سے کم نہیں جتنا تعدیہ مرض میں ہے۔ اور شریعت نے اس کی نفی بھی نہیں فرمائی بلکہ فرمایا: نظر حق ہے۔ علامہ موصوف نے فرمایا اور اسی معنی کی طرف حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد فمن اعدی الاول

---

[1] و [2] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳

www.alahazratnetwork.org

ای ان کنتم ترون ان السبب فی ذٰلک العدوی لاغیر فمن اعدی الاول ، اقول اولاً بون بیّن بین ان یعتقدوا العلل موثرۃ فی العدوی وان یعتقدوا العدوی ھی الموثرۃ وحدھا والثابت عنھم ذٰلک لاھذا وقد وقع مثل ھذا للمناوی فی التیسیر فقال ھو من الاجوبۃ المسکتۃ اذ لو جلبت الادواء بعضھا بعضا لزم فقد الداء الاول لفقد الجالب[1] اھ وانت تعلم انہ غیر لازم اصلا مالم یقولوا بالسبب عند سلب الجلب ولیس ھذا زعمھم ولا لازم زعمھم والرجیح الفصیح فی تفسیر الحدیث ماقدمت والیہ جنح الامام الطحاوی کما علمت ذکرہ بلسان المتکلم الامام العینی فی شرح البخاری فقال ای من اجرب البعیر الاول یعنی ممن سری الیہ الجرب فان قلت من بعیر اٰخر یلزم التسلسل

یعنی پہلے آدمی تک کس سے مرض پہنچا یعنی اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اس میں سبب مرض تعدیہ ہے تو پہلے مریض تک کیسے تعدیہ ہوا، اقول اولاً (میں اولاً کہتا ہوں) دونوں میں فرق ظاہر اور واضح ہے وہ یہ کہ تعدیہ میں علل کے موثر ہونے کا اعتقاد رکھیں اور صرف تعدیہ ہی کو موثر سمجھیں، پس ان سے پہلی شق ثابت ہے نہ کہ دوسری۔ اسی کی مثل علامہ مناوی سے تیسیر میں مذکور ہوا ہے، چنانچہ انھوں نے فرمایا کہ یہ مسکت جوابات میں سے ہے اس لئے کہ اگر امراض میں ایک دوسرے سے کشید ہو تو پھر پہلے مریض کا مرض مفقود ہو جانا چاہئے اس لئے کہ اس کے لئے کوئی جالب نہیں اھ تم جانتے ہو کہ یہ قطعاً لازم نہیں آتا جب تک وہ سلب جلب کے علاوہ کسی سبب کا قول نہ کریں حالانکہ ان کا یہ خیال (زعم) نہیں اور نہ ان کے زعم سے یہ لازم آتا ہے لہذا صحیح، راجح قول وہی ہے جو میں نے پہلے بیان کردیا ہے اور امام طحاوی اسی طرف مائل ہیں جیسا کہ آپ جانتے ہیں امام عینی نے شرح بخاری میں متکلم کی زبان میں ذکر کیا ہے، چنانچہ فرمایا یعنی پہلے اونٹ کو کس طرح خارش ہوئی، اگر تم کہو کہ دوسرے اونٹ سے، تو تسلسل لازم آئے گا، اگر تم کہو کہ کسی دوسرے سبب سے مرض منتقل ہوا تو اس کا بیان تمہارے

---

[1] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳

[2] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث فمن اعدی الاول مکتبۃ الامام الشافعی الریاض ۲/ ۱۷۳

www.alahazratnetwork.org

وان قلت بسبب اٰخر فعلیك بیانه وان قلت ان الذی فعله فی الاول هو الذی فعله فی الثانی ثبت المدعی وهو ان الذی فعل فی الجمیع ذٰلك هو الله الخالق القادر علی کل شئ وهذا جواب من النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فی غایة البلاغة والرشاقة[1] اھ اقول کل کلامه صلی الله تعالٰی علیه وسلم کذٰلك کیف وقد اوتی جوامع الکلم ولاحاجة فی تفسیرالی ماذکرتم من الشق الثانی فانه اذا اعترف انه لیس بالعدوی بل بسبب اٰخر فقد انقطع لثبوت ان للمرض سببا اٰخر فلیکن الثانی ایضا بذٰلك السبب فلم تثبت العدوی لعدم الدلیل علی الدعوی

واقول ثانیا علی کل فای اشارة فی من اعدی الاول الی اثبات العدوی عادة لا تاثیرا قال وبین بقوله فرمن المجذوم وبقوله لا یورد ذو عاهة علی مصح ان

ذمتے ہے، اگر تم یہ کہو کہ جس نے پہلے کو مرض لگایا اسی نے دوسرے کو بھی مرض میں مبتلا کیا، تو پھر اس صورت میں ہمارا دعوٰی ثابت ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ جو سب میں یہ کچھ کرتا ہے وہی اللہ تعالٰی ہے جو خالق ہے ہر چیز پر قادر ہے۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے یہ جواب انتہائی درجہ بلیغ اور خوب صورت انداز میں سُنا گیا اھ

اقول (میں کہتا ہوں) حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا ہر کلام اسی طرح فصیح و بلیغ اور جامع ہے اور یہ کیونکر نہ ہو جبکہ آپ کو جوامع الکلم یعنی جامع کلمات سے نوازا گیا۔ اور تفسیر میں تمہاری بیان کردہ دوسری شق کی کوئی ضرورت اور حاجت نہیں کیونکہ جب اعتراف ہوگیا کہ یہ اثر عدوٰی سے نہیں بلکہ کسی دوسرے سبب سے ہے تو پھر بات ہی ختم ہوگئی اس ثبوت کی وجہ سے کہ مرض کا کوئی دوسرا سبب ہے تو پھر ہوسکتا ہے کہ دوسرے مریض کو بھی اسی سبب سے مرض لاحق ہوگیا ہو، نتیجہ یہ کہ اس صورت میں تعدیہ مرض (مجذومی) ثابت نہ ہوا کیونکہ اس دعوٰی پر کوئی دلیل موجود نہیں۔

واقول ثانیاً (اور میں ثانیاً کہتا ہوں کہ) ہر تقدیر پر متن اعدی الاول میں کونسا اشارہ ہے کہ تعدیہ بطور تاثیر تو ثابت نہیں ہاں البتہ بطور

---

[1] عمدۃ القاری کتاب الطب باب لاہامۃ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۱/۲۸۸

www.alahazratnetwork.org

مداناة ذلك سبب العلة فليتقه اتقاءه من الجدار المائل والسفينة المعيوبة[1] اقول فاذن كان يجب التباعد عنه على الخواص والعوام وينافيه ماثبت من فعله صلى الله تعالٰى عليه وسلم وفعل الخلفاء الراشدين وحديث كل مع صاحب البلاء قال وقد رد الفرقة الاولى على الثانية فى استدلالهم بالحديثين ان النهى فيهما انما جاء شفقا على مباشرة احد الامرين فتصيبه علة فى نفسه اوعاهة فى ابله فيعتقد ان العدوٰى حق اھ قلت وقد اختاره العسقلانى فى شرح النخبة وبسطنا الكلام معه فى شرح الشرح ومجمله انه يرد عليه اجتنابه عليه الصلوٰة والسلام عن المجذوم

عادت ثابت ہے علامہ موصوف نے فرمایا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے ارشاد "جذامی سے دُور بھاگو" اور اپنے ارشاد "مصیبت بیماری والے کسی صحتمند تندرست آدمی کے پاس نہ جائیں" میں بیان فرمایا کہ اس کا قُرب سببِ مرض ہے لہذا اس سے اس طرح بچے جیسے گرنے والی دیوار اور ٹوٹی پھوٹی کشتی سے بچتا ہے **اقول** (میں کہتا ہوں کہ) پھر تو اس سے عوام وخواص سب کو دُور رہنا چاہئے حالانکہ یہ حضور اکرم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے فعل کے منافی اور خلاف ہے اور حدیث کل مع صاحب البلاء (صاحبِ مصیبت کے ساتھ کھانا کھاؤ) کے خلاف ہے۔ علامہ موصوف نے فرمایا پہلے فرقہ نے دوسرے فرقہ پر دو حدیثوں کے حوالے سے ان کے استدلال کرنے پر رَد کیا ہے کہ دونوں میں نہی اس شفقت پر مبنی ہے کہ کہیں دو باتوں میں سے ایک سے مباشرت ہوجائے کہ وُہ خود بیمار ہوجائے یا اس کے اونٹوں پر کوئی آفت آجائے پھر اس کا یہ اعتقاد ہوجائے کہ تعدیہ مرض حق ہے چنانچہ ابنِ حجر عسقلانی نے اسے شرح النخبہ میں اختیار کیا ہے اور ہم نے شرح الشرح میں پوری تفصیل سے اس بارے میں کلام کیا ہے۔ اس کا مجمل بیان یہ ہے کہ ان پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی

---

[1] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳

عند ارادۃ المبایعۃ[1] اقول قد مر فیہ من الوجوہ مایکفی و یشفی ولایثبت معہا اجتنابہ صلی اللہ تعالٰی وسلم عنہ بالمعنی الذی رقم علی انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ربما کان یتنزل من مرتبتہ لیستن بہ قال مع ان منصب النبوۃ بعید من ان یورد لحسم مادۃ ظن العدوٰی کلاما یکون مادۃ لظنہا ایضا، فان الامر بالتجنب اظہر فی فتح مادۃ ظن ان العدوٰی لہا تاثیر بالطبع[2] اقول اولا قد قدمنا فی تقریر کلام النفاۃ السراۃ ما یرشدک الی الجواب الم تر ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قد نفی العدوٰی جہارا و اعلن بہ مرارا وقطع عرقہ بقولہ فمن اعدی الاول وقولہ فمن اجرب الاول وقولہ ذلکم القدر

علیہ وآلہ وسلم نے اس جذامی سے ارادہ بیعت کے وقت اجتناب فرمایا اقول (میں کہتا ہوں) اس میں اتنی وجوہات بیان ہوئیں کہ جو کافی وشافی ہیں لہذا ان کی موجودگی میں حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ و آلہ وسلم کا اس جذامی سے اجتناب اس معنی میں ثابت نہیں جو تحریر کیا گیا، علاوہ ازیں یہ بات ملحوظ رہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کبھی اپنے مقام رفیع سے تنزل فرما کر کوئی ایسا رویہ بھی اختیار فرماتے ہیں کہ اس سے آپ کی سنت قائم ہو اور اس کی اقتداء کی جائے۔ علامہ موصوف نے فرمایا اس کے باوجود منصب نبوت سے بعید ہے کہ وہ ظن عدوٰی کے مادہ کو قطع کرنے کے لئے ایسا کلام فرمائیں جو خود ظن عدوٰی کے لئے مادہ بن جائے کیونکہ عدوٰی سے بچنے کا حکم دینا خود مادۂ ظن کے انکشاف کو زیادہ کرتا ہے کہ عدوٰی کے لئے طبعی تاثیر ہے اقول (میں کہتا ہوں) اولاً بیشک ہم نے نفی کرنیوالے افتخار کرنیوالے اکابرین کی تقریر کلام میں جو کچھ بیان کیا ہے وہ تمہارے لئے جواب کی راہنمائی اور نشان دہی کرتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضور اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نفی عدوٰی برسرِ عام (کھلم کھلا) فرمائی اور متعدد بار اس کا اعلان فرمایا اور اپنے ان ارشادات سے اعدی الاول، فمن اجرب الاول، ذلکم القدر (یعنی پہلے

[1] و [2] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳

www.alahazratnetwork.org

وقد بلغه تبليغا واضحا معروفا
عند الكل حتى تواتر عنه صلى
الله تعالى عليه وسلم وشاع
وذاع وملأ الاسماع والبقاع
فاي مشار لهذا الظن بعد
كل هذا الشد والشن بيد انه
اذ قد ازيدت هذه الوسوسة
من قلوب المؤمنين بقيت
خشية انهم لانتفاء هذا
التوهم يخالطون المبتلين
ولا يتحامونهم وفيهم ضعفاء
اليقين بل هم الاكثرون
والشيطان يجري من
الانسان مجرى الدم وكان
امر الله قدرا مقدورا فان اصاب
احدا شئ يلقى العدو في
قلبه ان هذا للعدوى فيفر
هذا بدينه اشد مما كان
يفر لو لم يعلم ان النبي
صلى الله تعالى عليه وسلم
قد نفاها فحملته رحمته
صلى الله تعالى عليه وسلم
من رؤف بالمومنين رحيم
ان نهاهم عن المخالطة
اذ بدونها ان حدث

ہیں کیسے تعدیہ مرض ہوا، پہلے کو کس نے خارش
لگائی، یہ تقدیر کی باتیں ہیں) اس کی جڑ کاٹ دی
اور اس کی ایسی تبلیغ فرمائی جو سب کے ہاں مشہور و
معروف ہے یہاں تک کہ یہ مسئلہ حضور صلی اللہ
تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے تواتر (تسلسل) کی حد تک
پہنچ گیا ہے اور لوگوں میں پھیلا اور شائع ہوا اس
کی خوب اور بار بار سماعت ہوئی پھر اس شدت بندش
کے بعد اس گمان کے لئے کون سی گنجائش باقی
رہ جاتی ہے بغیر اس کے کہ جب اہل ایمان کے دلوں
سے اس وسوسے کا ازالہ کر دیا گیا تو یہ خدشہ باقی
رہ گیا کہ وہ اس انتفائے وہم کے باعث مصیبت زدہ
لوگوں سے اختلاط (میل جول) رکھنے لگیں گے اور ان
سے احتراز نہ کریں گے حالانکہ ان میں ضعیف الاعتقاد
لوگ کثرت سے ہیں (اور حال یہ ہے) شیطان انسانی
جسم میں خون کی طرح چلتا ہے۔ اللہ تعالٰی کا حکم
ہو کر رہتا ہے لہذا اگر کسی کو کوئی مصیبت پہنچ گئی
تو یہ دشمن (شیطان) اس کے دل میں یہ وسوسہ
ڈالے گا کہ یہ سب کچھ متعدی اثرات کا نتیجہ ہے یعنی
تعدیہ مرض اس کا سبب بنا تو یہ شخص اپنے دین سے
زیادہ دور ہو جائیگا بنسبت مصیبت زدہ سے
دور ہونے کے۔ اگر اسے یہ علم نہ ہوا کہ حضور اکرم
صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اس عدوٰی کی نفی
فرمائی ہے، اس لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰے
علیہ وسلم جو مومنوں کے لئے رؤف اور رحیم ہیں
کی رحمت اس سبب سے ہوئی کہ لوگوں کو مریضوں

18/18

www.alahazratnetwork.org

شئ والعیاذ باللہ تعالٰی لایحدث فساد اعتقاد و اذا کان الامر فی ھذا الباب کما وصفنا لک فھل کان لسد ھذا الباب طریق غیر ھذا الطریق الانیق الذی سلکہ الحکیم الرحیم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واذا کان الامر بالتجنب عندکم شفقا علی ابدانھم فما لکم لاتجیزونہ شفقا علی ایمانھم فعلیک بالانصاف **ثانیاً** یا سبحٰن اللہ من این جاء ظن التاثیر بالطبع الیس قد نھی الشارع عن اقتحام اسباب الھلاک و اسرع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حین مر بھدف مائل فھل فیہ فتح باب ظن انھا تؤثر بذاتھا **قال** وعلٰی کل تقدیر فلا دلالۃ اصلا علی نفی العدوی مبنیا واللہ تعالٰی اعلم[1] **اقول اولاً** ان لم یدل نفی الجنس والنکرۃ الداخلۃ فی خبر النفی علی عموم النفی فماذا یدل بل لا دلالۃ علی تخصیص النفی بکونھا بالطبع، واللہ تعالٰی اعلم، **وثانیاً** لم یظھر لی

کے ساتھ اختلاط سے منع فرمایا کیونکہ اگر کوئی حادثہ ہوگیا تو فسادِ اعتقاد نہ ہوا اور جب اس باب میں معاملہ یہ ہے جیسا کہ ہم نے تمہارے لئے بیان کردیا تو اس باب کو بند کرنے کے لئے کوئی اور پسندیدہ اور خوبصورت طریقہ ہے جو حکیم ورحیم نے وضع فرما کر لوگوں کے لئے پیش کیا ہو۔ جب تمہارے نزدیک الگ رہنے کا حکم شفقت علی الاجسام کی بدولت ہے تو پھر تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ لوگوں کے ایمان پر رحم کھاتے ہوئے اسے کیوں جائز نہیں قرار دیتے ہو، پس انصاف تمہارے ہاتھ ہے۔ **ثانیاً** اے اللہ پاک تاثیر طبعی کا گمان کہاں سے آگیا۔ کیا شارع نے اسباب ہلاکت میں گھسنے سے منع نہیں فرمایا، خود حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ایک گرنے والی دیوار کے پاس سے جلدی گزرے تو کیا اس میں باب ظن کھلتا ہے کہ تعدیہ مرض بالذات موثر ہوتا ہے۔ علامہ موصوف نے فرمایا بہر تقدیر عدوٰی کے سبب ہونے کی نفی پر اصلاً کوئی دلالت نہیں اور اللہ تعالٰی بخوبی سب کچھ جانتا ہے۔ **اقول** (میں کہتا ہوں) **اولاً** اگر نفی جنس اور نکرہ جو محلِ نفی میں داخل ہے (اگر یہ دونوں) عموم نفی پر دلالت نہ کریں تو پھر عموم نفی پر کون سی چیز دلالت کرے گی، بلکہ عدوٰی طبعی کی نفی کی تخصیص پر کوئی دلالت نہیں، واللہ تعالٰی اعلم۔ **وثانیاً** علامہ موصوف کے اس قول

---

[1] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳

www.alahazratnetwork.org

معنی قولہ علی کل تقدیر فان علی تقدیر تعمیم النفی الدلالۃ علیہ فی غایۃ الظہور فلیتأمل قال قال الشیخ التوربشتی واری القول الثانی اولی التاویلین لمافیہ من التوفیق بین الاحادیث الواردۃ فیہ[1] اقول اولا التوفیق حاصل علی القول الاول ایضا کما بینا ولعلہ لھذا عدل الطیبی عن ھذا التعلیل الی قولہ اری القول الثانی اولی لمافیہ من التوفیق بین الاحادیث والاصول الطبیۃ التی ورد الشرع باعتبارھا علی وجہ لایناقض اصول التوحید[2] اھ، اقول لاحاجۃ بنا الی تطبیق الشرع باصول الطب الفلسفی بل نؤمن بالشرع ونجری نصوصہ علی ظواھرھا فان وافقھا الطب وغیرہ فذاک والا رمینا المخالف بالجدار کائنا ما کان والحمد للہ رب العلمین

"علی کل تقدیر" کے معنی مجھ پر ظاہر اور واضح نہیں ہوئے، کیونکہ تعمیم نفی کی تقدیر پر تو اس معنی میں بہت واضح اور جلی دلالت موجود ہے پس غور کرو۔ موصوف نے فرمایا شیخ تورپشتی نے کہا میں دوسرے قول کو دو تاویلوں میں سے زیادہ بہتر خیال کرتا ہوں کیونکہ اس کو اختیار کرنے سے احادیث واردہ فی الباب میں موافقت اور مطابقت ہوجاتی ہے اقول اولاً (میں اولاً کہتا ہوں کہ) قول اول پر بھی دونوں میں موافقت موجود ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور شاید اسی وجہ سے علامہ طیبی نے اس تعلیل سے اس قول کی طرف عدول فرمایا کہ میں دوسرے قول کو زیادہ بہتر خیال کرتا ہوں کیونکہ اس میں احادیث واردہ اور قواعد طبیہ میں موافقت اور مطابقت ہوجاتی ہے کیونکہ علم طب کے اصول وقواعد کا شریعت نے ایسی وجہ پر اعتبار کیا ہے کہ وہ اصول توحید کے مناقض اور خلاف نہ ہوں اھ اقول (میں کہتا ہوں) شریعت اور طب فلسفی کے اصول و قواعد میں ہمیں مطابقت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ ہم شریعت پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے نصوص کو ظاہر پر جاری کرتے ہیں پس اگر طب وغیرہ شرعی اصولوں کی موافقت کرے تو ٹھیک ہے

---

[1] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/۳۴۳

[2] شرح الطیبی لمشکوٰۃ المصابیح " " " " " " " ادارۃ القرآن کراچی ۸/۳۱۴

www.alahazratnetwork.org

واقول ثانیا بل التوفیق علی القول الاول اظهر واظهر فان منصب النبوۃ اجل من ان یبالغ فی نفی امر حق هٰذه المبالغة ولا یرشد الی اثباته الا بامر محتمل غیر بین وثالثا بل حق التوفیق منحصر فیما اختاره الجمهور لانه لیس فیه صرف شئ من الاحادیث عن الظاهر وارتکاب تخصیص من دون ملجئ ظاهر قال ثم لان القول الاول یفضی الی تعطیل الاصول الطبیة ولم یرد الشرع بتعطیلها بل ورد باثباتها والعبرة بها علی الوجه الذی ذکرناه[1] اقول لا نسلم ان الشرع سلم الطب بتفاصیلها والافاضل الثلثة التوربشتی والطیبی والقاری هم الناقلون کغیرهم ان الاطباء یعتقدون الاعداء فی الطاعون والوباء فلو صدقهم الشرع

ورنہ مخالف چیز خواہ کوئی بھی ہو اسے پھینک دیں گے، اور تمام خوبیاں خدا کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے **اقول ثانیا** (میں دوبارہ کہتا ہوں) بلکہ قولِ اوّل پر موافقت و مطابقت زیادہ ظاہر اور روشن ہے اس لئے کہ مقامِ نبوت اس سے کہیں زیادہ عظیم و جلیل ہے کہ کسی امرِ حق کی نفی میں وہ اس قدر مبالغہ آمیزی کرے جبکہ اس کے اثبات میں صرف ایسے امر سے راہنمائی ہوسکتی ہو جو محتمل غیر واضح ہے۔ **وثالثا** (تیسری بات) بلکہ حق توفیق اس میں منحصر ہے کہ جس کو جمہور اہلِ علم نے اختیار فرمایا کیونکہ اس میں احادیث کو اپنے ظاہری مفہوم سے پھیرنا نہیں پڑتا اور اضطرار ظاہری کے بغیر ارتکابِ تخصیص نہیں کرنا پڑتا۔ علامہ موصوف نے فرمایا اس لئے کہ قولِ اول اصولِ طبیہ کے معطل کر دینے تک پہنچا دیتا ہے حالانکہ شریعت میں ان کا تعطل وارد نہیں بلکہ ان کا اثبات وارد ہے ان کا اعتبار اس طریقے پر ہوسکتا ہے جس کو ہم نے بیان کردیا ہے **اقول** (میں کہتا ہوں) ہم یہ نہیں مانتے کہ شریعت نے علمِ طب کی تمام تفصیلات کو تسلیم کیا ہے تین فضلاء توربشتی، طیبی اور ملا علی قاری تو دوسروں کی طرح ناقل ہیں کہ اطباء طاعون اور وبا میں تعدیہ کا اعتقاد رکھتے ہیں اگر شریعت اس بارے میں ان کی تصدیق کرتی تو پھر جہاں

---

[1] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳

فی ذٰلك لم یامر بالثبات و عدم الخروج من حیث وقع لکونه اذ ذاك القاء بالایدی الی التهلکة ولم یجعل الفار منه کالفار من الزحف بل کان کالفار من جدار یرید ان ینقض مع ان هذا الامر متواتر عنه صلی الله تعالٰی علیه وسلم وقد وعد علیه الاجر العظیم فعلم ان مزعومهم هذا باطل عند الشرع وانما نهی عن الدخول علیه کما امر بالفرار من المجذوم لانه عسی ان یدخل فیبتلی بالقدر فیقول اُعدیت او یقول لولا الدخول لما ابتلیت و مثل "لو" هذه تفتح عمل الشیطان والعیاذ بالله تعالٰی قال ویدل علٰی صحة ما ذکرنا قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم قد بایعناك فارجع وقوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم کل ثقة بالله ولا سبیل الی التوفیق بین هٰذین الحدیثین الا من هذا الوجه بین بالاول التوقی من اسباب التلف و بالثانی التوکل علی الله جل جلاله

طاعون واقع ہوجائے وہاں لوگوں کو ٹھہرنے اور کہیں باہر نہ جانے کا حکم نہ دیتی کیونکہ پھر تو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑنا ہوتا، اور طاعون سے بھاگنے والے کو جنگ سے بھاگنے والے کی طرح قرار نہ دیتی بلکہ وُہ گرنے والی دیوار کے پاس سے بعجلت گزرنے کی طرح ہوتا باوجودیکہ یہ حکم آنحضرت صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے متواتر منقول ہے اور اس پر اجرِ عظیم کا وعدہ فرمایا گیا ہے، پس معلوم ہوا کہ شریعت میں ان کا یہ خیال باطل ہے لہٰذا جہاں طاعون پھوٹ پڑے وہاں اسی طرح جانا منع ہے جس طرح جذامی کے پاس جانا ممنوع ہے اور اس سے بھاگنے کا حکم ہے اس لئے کہ اگر وہاں جانے کی صورت میں بقضاء و قدر مبتلائے مصیبت ہوگیا تو کہنے لگے گا کہ مجھ پر تعدیہ مرض ہوگیا یا یُوں کہنے لگے گا کہ اگر وہاں نہ جاتا تو مبتلائے مرض نہ ہوتا، اور یہ حرفِ "لو" شیطانی عمل کا دروازہ کھولتا ہے، اللہ تعالٰی کی پناہ۔ علامہ موصوف نے فرمایا اس کی صحت پر جو کچھ ہم نے بیان کیا حضور اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ ارشاد دلالت کرتا ہے کہ لوٹ جاؤ ہم نے تمہیں (زبانی) بیعت کرلیا ہے اور آپ کا یہ ارشاد "اللہ تعالٰی پر بھروسہ کرتے ہوئے (میرے ساتھ) کھاؤ" پس ان دو حدیثوں میں موافقت کی اس طریقہ کے سوا اور کوئی صورت نہیں (اور وُہ یہ ہے کہ) پہلی حدیث میں اسبابِ ہلاکت سے بچنے کی تلقین

www.alahazratnetwork.org

ولا الٰہ غیرہ فی متارکۃ الاسباب و وھو حالۃ[عہ] اھ (ای کلام التورپشتی قال القاری) ھو جمع حسن فی غایۃ التحقیق واللہ ولی التوفیق[1] اقول رحمک اللہ لقد حجرت واسعا فقد بان وظھر جمع صاف شاف لمع وزھر وقد منا وجوہ ترجیحہ وما ذکر من الجمع ففیہ ما فیہ کما اسلفنا فان التوقی من

فرمائی گئی اور دوسری میں اسباب کو چھوڑ کر محض اللہ تعالٰی پر بھروسہ اور توکل کرنے کا طریقہ سکھایا گیا ہے وُہ اللہ تعالٰی کہ جس کی بزرگی بہت بڑی ہے اور اس کے بغیر کوئی اور معبودِ برحق نہیں، اور وہ حضور اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ایک خصوصی حال ہے اھ یعنی تورپشتی کا کلام مکمل ہوگیا۔ ملا علی قاری نے فرمایا وہ ایک خوبصورت انتہائی تحقیقی کام جمع ہے اور اللہ تعالٰی ہی توفیق کا مالک ہے **اقول** (میں کہتا ہوں) اللہ تعالٰی تم پر رحم فرمائے تم نے تو کشادہ کو تنگ کرڈالا اور اس میں رکاوٹ ڈال دی بلاشبہہ ایسی جمع ظاہر اور واضح ہے جو صاف، شفاف، روشن اور چمکدار ہے اور ہم نے پہلے ہی اس کی وجوہِ ترجیح بیان کردی ہیں،

www.alahazratnetwork.org

عہ کذا فی نسختی المرقاۃ و علیہ فالضمیر لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اما کلام التورپشتی فھکذا بعد قولہ متارکۃ الاسباب یثبت بالاول التعرض للاسباب وھو سنۃ و بالثانی ترک الاسباب وھو حالۃ اھ فالحالۃ بتاء التانیث لا بھاء الضمیر ۱۲ منہ۔

عہ میرے پاس جو مرقاۃ کا نسخہ ہے اس میں عبارت اسی طرح درج ہے پس اس کی بنا پر حالۃ کی ضمیر حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف لوٹتی ہے، رہا تورپشتی کا کلام تو وہ اس کے قول متارکۃ الاسباب کے بعد اس طرح ہے ——— پس حدیث اول سے اسباب کا استعمال ثابت ہوا اور وہ سنت ہے جبکہ دوسری حدیث سے ترکِ اسباب کا ثبوت ملا اور وہ ایک حالت ہے اھ، پس لفظ حالۃ صرف "تا" تانیث کے ساتھ ہے نہ کہ "ضمیر" کے ساتھ ۱۲ منہ۔ (ت)

---

[1] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳

اسباب التلف واجب علی الناس جمیعا لایستثنی منه الخواص ولیس التوکل ترك الاسباب ولا مضادة الحکمة ولا الاجتراء علیها بل اخراج الاسباب عن القلب مع تعاطی النافع وتحاشی الضار وقصر النظر علی المسبب جل وعلا قیدها وتوکل علی الله، ثم قال القاری تحت قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم وفر من المجذوم" وقد تقدم ان هذا رخصة للضعفاء وترکه جائز للاقویاء بناء علی ان الجذام من الامراض المعدیة[1] الخ **اقول** اری کلمات النافین والمثبتین جمیعا مطبقة علی ان الامر بالتوقی لضعفاء الیقین وحدیث کل ثقة بالله وکل مع صاحب البلاء وامثالهما للکاملین صرح به ایضا فی المقاصد الحسنة والتیسیر وغیرهما وهذا ایضا من اول دلیل علی صحة

رہی وہ جمع جس کا یہاں ذکر کیا گیا تو اس میں وہ کچھ ہے جو ہے جیسا کہ ہم نے بیان کردیا کیونکہ اسباب ہلاکت سے بچنا سب لوگوں پر واجب ہے لہذا اس سے خواص مستثنٰی نہیں اور توکل ترکِ اسباب اور ان پر جرأت کرنا نہیں اور نہ وہ حکمت کے خلاف ہے بلکہ اسباب کو دل سے نکال دینا اور فائدہ بخش چیز کو لینا اور ضرر رساں امور سے بچنا اور نگاہ کو صرف اللہ تعالٰی جل وعلا (جو مسبب الاسباب ہے) پر روک رکھنا اس کی قیود کو ملحوظ رکھنا توکل علی اللہ ہے پھر ملا علی قاری نے حضور اکرم صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی "مجذوم سے بھاگو" کے ذیل میں فرمایا بلاشبہ پہلے گزر چکا ہے کہ یہ کمزوروں کے لئے رخصت ہے جبکہ قوی حضرات کیلئے اس کا چھوڑنا جائز ہے اس بنا پر کہ مرض جذام متعدی امراض میں سے ہے الخ **اقول** (میں کہتا ہوں) نفی اور اثبات کرنے والوں کے کلمات اس پر متفق ہیں کہ بچنے اور پرہیز کرنے کا حکم ضعیف الاعتقاد لوگوں کے لئے ہے اور حدیث "اللہ تعالٰی پر اعتماد و بھروسہ رکھتے ہوئے کھاؤ" اور "صاحب مصیبت کے ساتھ کھاؤ پیو" ان دو حدیثوں اور ان جیسی دیگر حدیثوں کا بیان کاملین کے لئے ہے۔ چنانچہ مقاصد حسنہ، تیسیر اور ان دو کے علاوہ دیگر کتب میں اس بات کی تصریح کردی گئی ہے اور یہ بھی نفی کرتے

---

[1] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۵

www.alahazratnetwork.org

قول النفاۃ فان الاسباب العادیۃ یستوی فیھا الاقویاء والضعفاء فلایلتئم ھذا علی قول المثبتین اما علی قول النفاۃ واضح انہ لاعدوی حقیقۃ وانما الخشیۃ ان یتوھمھا من ابتلی بقدر وھذا لایخشی منہ علی الذین اٰمنوا وعلی ربھم یتوکلون جعلنا اللہ تعالٰی منھم بفضل رحمتہ بھم اٰمین!

والوں کے قول کی صحت پر پہلی دلیل ہے کیونکہ عادی اسباب میں قوی اور ضعیف برابر اور مساوی ہوتے ہیں لہذا اثبات کرنے والوں کے قول سے یہ موافقت اور مطابقت نہیں رکھتا لیکن نفی کرنے والوں کے قول سے مطابقت واضح ہے کیونکہ ان کے نزدیک تو درحقیقت کسی مرض میں تعدیہ ہے ہی نہیں، ہاں البتہ اس بات کا خطرہ واندیشہ رکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تقدیرِ الٰہی کی بنا پر مرض میں مبتلا ہوجائے تو اسے تعدیہ کا وہم ہوجائے گا۔ (رہا ان حضرات کا معاملہ) جو سچے مومن اور اپنے پروردگار پر کامل یقین وبھروسہ رکھتے ہیں تو ان سے اس قسم کا خوف اور خدشہ نہیں۔ اللہ تعالٰی اپنے فضل ورحمت سے جو ان پر ہے ہمیں بھی نوازے اور ان لوگوں میں شامل فرمائے آمین! (ت)

بالجملہ مذہب معتمد وصحیح ورجیح ونجیح یہ ہے کہ جذام، کھجلی، چیچک، طاعون وغیرہا اصلاً کوئی بیماری ایک کی دوسرے کو ہرگز ہرگز اُڑ کر نہیں لگتی، یہ محض اوہام بے اصل ہیں کوئی وہم پکائے جائے تو کبھی اصل بھی ہوجاتا ہے کہ ارشاد ہوا ہے: انا عند ظن عبدی بی[1] (میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے پاس ہوتا ہوں۔ ت) وہ اس دوسرے کی بیماری اُسے نہ لگی بلکہ خود اسی کی باطنی بیماری کہ وہم پروردہ تھی صورت پکڑ کر ظاہر ہوگئی۔ فیض القدیر میں ہے:

بل الوھم وحدہ من اکبر اسباب الاصابۃ[2]۔

بلکہ اکیلا وہم، اسباب رسائی میں سے سب سے بڑا سبب ہے۔ (ت)

اس لئے اور نیز کراہت واذیت وخودبینی وتحقیرِ مجذوم سے بچنے کے واسطے اور نیز اس دُور اندیشی سے کہ مبادا اسے کچھ پیدا ہو اور ابلیس لعین وسوسہ ڈالے کہ دیکھ بیماری اُڑ کر لگ گئی اور اب معاذ اللہ اُس امر کی حقانیت اس کے خطرہ میں گزرے گی جسے مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باطل فرما چکے یہ اُس مرض سے بھی بدتر مرض ہوگا ان وجوہ سے شرع حکیم ورحیم نے ضعیف الیقین لوگوں کو حکم استحبابی دیا ہے کہ اُس سے دور رہیں

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۱۵

[2] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۱۴۱ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۳۷

اور کامل الایمان بندگانِ خدا کے لئے کچھ حرج نہیں کہ وہ ان سب مفاسد سے پاک ہیں۔ خوب سمجھ لیا جائے کہ دور ہونے کا حکم ان حکمتوں کی وجہ سے ہے نہ یہ کہ معاذ اللہ بیماری اُڑ کر لگ جائے گی، اسے تو اللہ و رسول رد فرما چکے جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ **اقول** (میں کہتا ہوں) پھر ازانجا کہ یہ حکم ایک احتیاطی استحبابی ہے واجب نہیں، کما قدمنا عن النووی عن القاضی عن جمہور العلماء (جیسا کہ امام نووی بواسطہ قاضی عیاض ہم جمہور علماء کا قول پہلے بیان کر آئے ہیں۔ ت) ہرگز کسی واجب شرعی کا معارضہ نہ کرے گا مثلاً معاذ اللہ جسے یہ عارضہ ہو اس کے اولاد و اقارب و زوجہ سب اس احتیاط کے باعث اس سے دُور بھاگیں اور اسے تنہا و ضائع چھوڑ دیں یہ ہرگز حلال نہیں بلکہ زوجہ ہرگز اسے ہمبستری سے بھی منع نہیں کر سکتی، ولہذا ہمارے شیخین مذہب امام اعظم و امام ابو یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہما کے نزدیک جذامِ شوہر سے عورت کو درخواست فسخِ نکاح کا اختیار نہیں، اور خدا ترس بندے تو ہر بیکس بے یار کی اعانت اپنے ذمہ پر لازم سمجھتے ہیں۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اللہ اللہ فی من لیس لہ الا اللہ۔ رواہ ابن عدی[1] عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اللہ سے ڈرو اس کے بارے میں جس کا کوئی نہیں سوا اللہ کے۔ (محدث ابن عدی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ ت)

www.alahazratnetwork.org

لاجرم امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

اما الثانی (ای قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فر من المجذوم) فظاہرہ غیر مراد للاتفاق علی اباحۃ القرب منہ وثواب بخدمتہ وتمریضہ وعلی القیام بمصالحہ[2]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(لیکن دوسری حدیث یعنی حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد "مجذوم سے بھاگو") تو اس کا ظاہر مراد نہیں، یعنی علماء کا اتفاق ہے کہ مجذوم کے پاس اُٹھنا بیٹھنا مباح ہے اور اس کی خدمت گزاری و تیمارداری موجبِ ثواب۔ واللہ تعالٰی اعلم

واذ خرجت المقالۃ فی صورۃ رسالۃ ناسب ان نسمہا الحق المجتلٰی

اچانک مقالہ رسالہ کی شکل میں ظاہر ہوا لہذا مناسب ہے کہ ہم اس کا نام الحق المجتلٰی

---

[1] کشف الخفاء بحوالہ ابن عدی عن ابی ہریرۃ حرف الہمزہ رشدین حدیث ۵۸۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۷۳

[2] فتح القدیر باب العنین وغیرہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/۱۳۳

فی حکم المبتلٰی ، والحمد للہ علی ما انعم وعلم وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولانا محمد و اٰلہٖ وصحبہٖ وسلم۔

فی حکم المبتلٰی رکھیں (یعنی مصیبت زدہ کا حکم بیان کرنے میں بالکل واضح اور روشن حق) سب تعریف اس اللہ تعالٰی کے لئے ہے جس نے انعام فرمایا اور علم سکھایا، درود وسلام ہو ہمارے آقا و مولٰی حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اور اُن کی آل اور اصحاب پر۔ (ت)

رسالہ

الحق المجتلٰی فی حکم المبتلٰی

ختم ہوا

www.alahazratnetwork.org